گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

تذکرۂ جمیل

امام الجہاد شیخ جمیل الرحمٰن کے بارے میں ایک دلگداز تحریر

درویشِ خدا مست کے نام سے پکاریں یا درویش فاقہ مست، دونوں نام شیخ جمیل الرحمٰن شہید رحمہ اللہ مؤسس جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنۃ پر سجتے ہیں۔ وہ ایک عالمِ ربانی تھے اور خدا کی رحمت۔ وہ ہمیشہ ایک ہی تصور میں محو رہتے تھے کہ انسان طاغوت کی پیروی سے نجات حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی بندگی میں داخل ہو جائے وہ شریعت سے آزاد زندگی میں مسلمانوں کے صبح و شام گزرتے دیکھ کر سخت مغموم ہو جاتے تھے۔ ان کے ہم عمر بزرگوں کا کہنا ہے کہ شیخ رحمہ اللہ طالب علمی کے زمانے سے ہی مختلف مزاج کے واقع ہوئے تھے۔ اسلامی دنیا میں اسلامی نظام دیکھنے کے متمنی تھے۔ جب انہوں نے درس و تدریس سے فارغ ہو کر دستارِ فضیلت باندھی تو اپنے علاقے میں عقیدۂ توحید سے اصلاحِ معاشرہ کا کام شروع کیا۔ سب سے پہلے علماء کے ساتھ رابطہ پیدا کیا اور انہیں اپنا منصبی فریضہ یاد دلایا۔ "امت مسلمہ" کے نام سے موحدین کی ایک جماعت بھی تشکیل دی۔ درس و تدریس کے علاوہ معاشرہ کے ہر پہلو پر قرآن و حدیث کی روشنی میں تنقید کیا۔ معاشرہ کے زخم بھی کراہ اٹھے اور اقتدار کے ایوانوں میں بھی کھلبلی مچ گئی۔ مطلق العنانیت ساری قہرسامانیوں کے ساتھ ان پر برس پڑی۔ اپنے اور بیگانے اقتدار کے تیور دیکھ کر شیخ سے کھسکنے لگے۔ مگر عقیدہ توحید سے سرشار یہ درویش اپنی دھن میں مگن اور بے نیاز آگے بڑھ رہا تھا۔ نہ اسے بچھو کے ڈنگ کی پرواہ تھی اور نہ نیش زنبور کی۔ اسے قرآنی صداقتوں اور بشارتوں پر اتنا یقین تھا کہ دنیا کی کوئی آفت اور مصیبت اسے متزلزل نہیں کر سکتی تھی۔ قرآنی تعلیمات نے انہیں عزم اور حوصلے کی ایک ناقابل تسخیر چٹان بنا دیا تھا۔ دنیا کا کوئی صدمہ، لعن طعن اور دھمکی انہیں مرعوب نہیں کر سکتی تھی۔ کیونکہ ان کا صدمہ، دکھ اور تمنا باقی تمام صدموں، دکھوں اور تمناؤں سے بہت بڑا تھا۔ ان کو دکھ یہی تھا کہ اسلام کی سرزمین پر مسلمان اسلامی نظام سے محروم ہے۔ قرآن کی حامل امت غیر اسلامی نظاموں سے مرغوب ہے اور ان کی تمنا یہی تھی کہ مسلمان ساری غیر اسلامی آلائشوں سے پاک ہو کر خدائے واحد کا موحد بندہ بن جائے اور اس کی زندگی کا لمحہ لمحہ اسلامی شریعت کے تحفظ میں اور اطاعت الٰہی میں گزرے۔ انہیں ہمہ وقت یہی فکر لگی رہتی تھی اور بعض اوقات وہ اتنے متفکر معلوم ہوتے جیسے ان پر غم کا پہاڑ ٹوٹ گیا ہو اور اسی شدتِ غم کی وجہ سے گویا دنیا کی کسی بھی چیز کی ان کے نظروں میں کوئی وقعت نہیں تھی۔ بعض اوقات وہ ایسے معلوم ہوتے جیسے نہ اپنی خبر ہے اور نہ اپنے اہل و عیال کی۔ استغراق کے اس عالم میں جب کسی آدمی کی نیکی اور دیندار کا ذکر ہوتا تو فوراً واپس پلٹ کر مسلمانوں کی تعریف و توصیف سن کر تازہ پھول کی طرح کھل اٹھتے۔ اگر آپؒ کی محفل بابرکت میں کسی مسلمان کی بداخلاقی کا ذکر ہوتا تو ان پر اس کا اتنا کربناک اثر ہوتا تھا کہ ساتھ بیٹھنے والے چہرۂ مبارک پر کرب محسوس

افغان مسلمانو! اسلامی جہاد کے عظیم مقصد کو ایک لمحہ کے لئے بھی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیں۔

کرتے تھے۔

آپ مسلمانوں کے لئے دینی خیر خواہی کے اس بلند مقام پر فائز تھے۔ جو صرف ایک عالم ربانی کا خاصہ ہوتا ہے۔ چونکہ آپ مسلمان کو نہایت محترم تصور کرتے تھے اس لئے جب کسی کی کوئی غیر شرعی حرکت یا کام دیکھتے تو آپ کا غم اور تڑپ دیدنی ہوتی تھی۔ آپ میر کے اس شعر کے مصداق تھے۔

خنجر چلے کسی پہ تو تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

شیخ رحمہ اللہ کی محفل کا منظر

شیخ رحمہ اللہ اٹھنے بیٹھنے میں نہایت بے تکلف واقع ہوئے تھے۔ جب کسی محفل میں جلوہ افروز ہوتے تو سارے افراد کے ساتھ بغلگیر ہوتے اور ہر کسی سے اہل و عیال تک کی خیر خیریت دریافت فرماتے۔ سادہ صاف ستھرا لباس زیب تن کرتے۔ اکثر خاکی رنگ کی چترالی ٹوپی پہنتے جو بہت بھلی لگتی۔ کبھی کبھی سفید

آپؒ نے عقیدۂ توحید سے اصلاح معاشرہ کا کام شروع کیا تو اقتدار کے ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی۔

کپڑے بھی پہنتے اور پشاوری لنگی باندھتے تھے جس میں آپ کا سرخ و سفید چہرہ چمک اٹھتا تھا۔ شیخ نہایت پُراثر اور خوبصورت شکل و شباہت کے مالک تھے۔ دوستوں سے خیر و عافیت دریافت کرتے وقت چہرے پر مسکراہٹ پھیلی ہوتی تھی۔

اکثر ہاتھ میں قلم دبائے یتامٰی اور شہداء کی بیواؤں یا مجاہدین کی ضروریات پوری کرنے میں مصروف رہتے تھے اور گفتگو کے دوران داڑھی مبارکہ میں انگلی پھرانے کی عادت تھی ہر کسی کی بات نہایت غور سے سنتے۔ بہت کم دیکھا گیا ہے کہ آپ نے کسی کی درخواست رَد کی ہو۔ علماء ملنے آتے تھے تو نہایت تپاک اور عزت و احترام سے ملتے۔ علماء کے ساتھ اتنی محبت اور احترام سے ملتے تھے کہ بیٹھے ہوئے لوگوں کو علماء کی شان پر رشک آتا تھا۔ محاذ سے آئے ہوئے مجاہدین کے لئے تو سراپا نیاز بن جاتے تھے اور قلم چھوڑ کر ان کی روئیداد اور فتح کی داستانوں کو اس توجہ سے سنتے کہ محسوس ہوتا تھا جیسے وہ جہاد کے میدان سے آنے والی شہادت کی خوشبو محسوس کر رہے ہوں۔

انہیں قرآنی صداقتوں اور بشارتوں پر غیر متزلزل یقین نے عزم اور حوصلے کی ایک ناقابل تسخیر چٹان بنا دیا تھا۔

طلباء کا طبقہ وہ واحد طبقہ تھا جس کی فرمائشوں کو شیخؒ کبھی رَد نہیں کر سکتے تھے اور طلباء کی ضروریات پوری کرتے وقت ان سے، ان کے زیر مطالعہ کتابوں کے بارے میں سوالات بھی پوچھ لیا کرتے تھے۔ شیخ رحمہ اللہ کی درویشانہ محفل میں علماء، مجاہد، طلباء، مہاجرین، یتامٰی، ضرورت مند اور ہر طبقہ کے ملاقاتی ہوتے تھے۔ ہر کسی کو اپنا مدعا بیان کرنے کی پوری آزادی تھی۔ مگر اس کے باوجود ادب کا یہ عالم ہوتا تھا کہ گویا حاضرین باتیں کرنے سے زیادہ ان کے چہرۂ پُرنور کو دیکھنے کی حسرت لئے بیٹھے ہیں۔

ان کی محفل میں سکون و طمانیت اور خشیت اللہ کی فضا ہوتی تھی۔ بیٹھنے والے فوراً اس چیز کو محسوس کرتے تھے اور آپ کی محفل سے اٹھ کر دل میں خلا محسوس کیا کرتے تھے۔ اہلِ دل نے واقعی سچ کہا ہے کہ اولیائے اللہ کی محفل میں انسان کو خدا

فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں صحابہ کرامؓ کا داخلہ، فاتحین کی تاریخ میں اسلامی کردار کی شاندار مثال تھی۔

یاد آ جاتا ہے۔ شیخؒ شہید کی محفل میں جن دوستوں کو حاضری کی سعادت حاصل ہوئی ہے انہوں نے یہ کیفیت ضرور محسوس کی ہو گی۔

شیخ رحمہ اللہ کا معمول:۔

شیخ رحمہ اللہ سخت محنتی انسان تھے۔ ان کے معمولات اور مصروفیات دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا تھا کہ ایک گوشت پوست کا انسان کیسے ان ذمہ داریوں کو پورا کر سکتا ہے۔ شیخ عموماً دس

> محاذ سے آئے ہوئے مجاہدین کے لئے وہ سراپا نیاز بن جاتے تھے اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ میدان جہاد سے آنے والی خوشبو محسوس کر رہے ہوں۔

بجے صبح روزانہ باہر تشریف لا کر اپنے حجرہ یا جماعت الدعوۃ کے کسی دفتر میں دری پر بیٹھ جاتے تھے۔ قلم ہاتھ میں لے کر صبح دس بجے سے لے کر رات گیارہ بجے تک مسلسل مجاہدین' یتماء اور بیواؤں کی ضروریات پوری کیا کرتے تھے۔ اس اثناء میں مہاجرین اور مجاہدین اور علماء کے وفود کے ساتھ بھی ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ جماعت کی شوریٰ کے اجلاس میں بھی موجود رہتے تھے۔ شوریٰ کا اجلاس ختم ہونے کے بعد دیگر ارکان اپنے گھروں کی راہ لیتے تھے جبکہ شیخؒ وہیں بیٹھے' باہر بیٹھے ہوئے ضرورتمندوں کی ضروریات کو پوری کرنے کی فکر کیا کرتے تھے۔ رات ۱۲ بجے اپنے گھر لوٹتے۔ صبح دس بجے سے' جہاں کہیں تشریف فرما ہوتے وہاں سے' رات ۱۲ بجے سے پہلے فارغ ہونے کی نوبت نہیں آتی تھی۔ تھکان سے چُور چُور ہو جاتے تھے مگر ولولۂ خدمت سے معمور ہمہ وقت ہمدرد اور خندہ پیشان نظر آتے تھے۔

> شیخ شہیدؒ اگلی صبح کے لئے ساری توانائی قیام اللیل ہی سے حاصل کرتے تھے۔

آدھی رات کے بعد اگر علماء یا احباب ساتھ ہوتے تو اخبارات اور بین الاقوامی سیاست کا بھی ذکر ہوتا تھا ورنہ اکثر علماء کرام قرآن کی مشکلات پوچھتے یا پھر خاص دینی موضوع پر گفتگو ہوتی۔ علماء کی آپس کی بحث اور مباحثہ سنتے اور آخر میں آپ اپنی رائے کا اظہار فرماتے۔

رات بارہ بجے کے بعد جیسے ہی محفل برخاست ہوتی آپ اپنے گھر تشریف لے جاتے۔ سفر میں اپنے کمرۂ استراحت میں جا کر قرآن و حدیث کے مطالعہ میں مصروف ہو جاتے تھے۔ قیام الیل سے آپ کو حد درجہ شغف تھا بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ اگلی صبح کے لئے شیخ رحمہ اللہ ساری توانائی قیام الیل ہی سے حاصل کرتے تھے تو بے جا نہ ہو گا پھر صبح کی اذان ہوتے ہی فوراً اپنے کمرہ سے باہر تشریف لاتے اور خود امامت فرماتے۔ نماز سے فارغ ہوتے ہی دوبارہ کمرے میں تشریف لے جاتے تھے اور صبح ۸ یا ۹ بجے تک استراحت فرماتے۔ جب سفر میں ان کی گاڑی اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوتی تو اس فارغ وقت سے استفادے کا یہ بہترین حل سوچا کہ اس میں قرآن پاک حفظ کیا کرتے تھے ۔ بہت کم لوگوں کو یہ بات معلوم ہو گی کہ شیخ شہیدؒ نے شہادت سے چند سال پہلے قرآن بھی حفظ کر لیا تھا۔

باقی صفحہ نمبر۴۷ پر

کنڑ میں اسلامی نظام کے فیوض و برکات

امارتِ اسلامی کُنڑ کے قائمقام امیر مولوی عبدالرحمن سے ایک اِنٹرویو

نمائندہ دعوت (اردو)

امارتِ اسلامی کنڑ کے قیم امیر مولوی عبدالرحمٰن صاحب شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کرنے کے لئے پشاور تشریف لائے تھے۔ ان سے انٹرویو لینے کا خاص پروگرام نہ تھا۔ جماعت الدعوۃ کے مہمان خانہ میں ان کے ساتھ ملاقات ہو گئی۔ مسئلہ افغانستان کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ اس سلسلے میں امارت اسلامی کا انتظامی ڈھانچہ زیر بحث آیا۔ پھر گفتگو خالص فقہی موضوع میں تبدیل ہو گئی تو میں نے یہ سوال کیا کہ امارت اسلامی کنڑ میں شرعی قوانین کا نفاذ کیسے ممکن ہے جب کہ آزاد خطہ کنڑ کے ایک طرف پاکستان کی سرحد ہے تو دوسری طرف نجیبؒ حکومت۔ مثلاً اگر ایک مجرم جو شرعی عدالت کو مطلوب ہے، کنڑ سے فرار ہو کر پاکستان چلا آئے تو پاکستان کے اندر پاکستانی قوانین کے تحت اس مجرم اور امارت اسلامی کی شرعی عدالت کے قاضی کی حیثیت ایک جیسی ہو گی۔ نہ امارتِ اسلامی اسے گرفتار کر سکتی ہے اور نہ اسے سزا دے سکتی ہے بلکہ وہی مجرم اگر پاکستان کے کسی تھانے میں یہ رپورٹ درج کرا دے کہ اس شخص سے مجھے زندگی کا خطرہ ہے تو پاکستانی پولیس آپ کے خلاف ایکشن کر سکتی ہے۔ دوسری طرف اگر وہی مجرم سزا کے خوف سے بھاگ کر نجیب حکومت کی پناہ اختیار کر لے تو وہ امارت اسلامی کی حدود میں جرم کرنے پر نجیب کے ہاں انعام کا مستحق بنتا ہے۔ یہ ایک اضطراری حالت ہے، افغانستان میں جنگ جاری ہے۔ امن کے دُور دُور تک آثار نظر نہیں آتے۔ مجاہدین کے زیر قبضہ علاقوں میں بھی ان کے آپس کے نفاق اور ذاتیات کی وجہ سے امن کی پُراعتماد فضا نہیں پائی جاتی۔ ایسے حالات میں شرعی قوانین کا نفاذ کیسے ممکن ہے اور امارت اسلامی کی شرعی عدالتوں نے جو شرعی فیصلے نافذ کئے ہیں سیاسی لحاظ سے ان کے امارت اسلامی پر کیا اثرات مرتب ہوئے ہیں؟ کیا افغانستان کے حالات کے پیش نظر کنڑ کے محدود خطہ کے لوگ شرعی قوانین کو ذہناً برداشت کرنے کو تیار ہیں۔ جبکہ کنڑ میں موجود دیگر احزاب امارت اسلامی کو تسلیم ہی نہیں کرتے اور ایک مجرم کے لئے یہ مواقع موجود ہیں کہ وہ امارت اسلامی کی انتظامیہ کی گرفت سے بچنے کے لئے دیگر احزاب کے ہاں پناہ لے اور اس قسم کے واقعات دیکھنے میں بھی آئے ہیں۔

اس دوستانہ گفتگو میں طویل تمہید بیان کرنے سے میرا مطلب یہ تھا کہ امارت اسلامی نے حال ہی میں کنڑ میں بہت سے صدمے سہے ہیں۔ وہ بھی فی الحال جماعتی تنظیم پر زیادہ توجہ دے
میرے سارے خدشات سن کر ایک دھیمی مسکراہٹ اس

افغان مجاہدو! اقتدار آنی جانی چیز ہے۔ اصل مقصد رضائے الٰہی ہے۔ اسے ہر حال میں مدِنظر رکھیں

مردِ مومن کے چہرے پر پھیل گئی اور فرمانے لگے کہ میں خود جب امارت اسلامی کی دعوت و عزیمت کے سفر پر نظر ڈالتا ہوں تو حیران ہوتا ہوں کہ شہید شیخ جمیل الرحمٰن رحمہ اللہ قرآن و سنت کی صداقتوں پر کتنا پختہ عقیدہ و ایمان رکھتے تھے۔ وہ شرعی قوانین کو مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی پسند کی ہوئی خیر خواہی

> افغان معاشرہ اتنی تیزی سے الحاد کی گرفت میں آیا کہ شیخ شہیدؒ کو مرحلہ دعوت کی تکمیل سے پہلے ہی مسلح جہاد کا آغاز کرنا پڑا۔

تصور کرتے تھے۔ افغانستان کے مسلمان چودہ سال سے حربی و مالی وسائل سے لیس طاقت کے ساتھ نبرد آزما ہیں۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ ہر خطرہ سے نمٹنے کے لئے انسان کو کچھ لائحہ عمل اختیار کرنا پڑتا ہے، منظم ہونا پڑتا ہے، اور تدبیر کرنی پڑتی ہے۔

شیخ شہید رحمہ اللہ نے انقلاب کے آغاز سے پہلے جب افغان معاشرے کا مطالعہ کیا تو انہوں نے دعوت کا راستہ منتخب کیا اور عقیدہ توحید سے اصلاح معاشرہ کرنے لگے۔ اسلام کی توحیدی شان کو اجاگر کرنے، سے وہ ساری قوتیں تلملا اٹھیں۔ جنہوں نے کسی نہ کسی شکل میں خدا کے بندے، اپنے بندے بنائے ہوئے تھے۔ یا مطلق العنانیت کی قہرسامانیوں سے مسلمانوں کی کمزوریوں پر حکومت کرتے تھے۔ مطلق العنانیت کی وجہ سے افغان معاشرہ اتنی تیزی سے الحاد کی گرفت میں آیا کہ مرحلہ دعوت کی تکمیل سے پہلے ہی مسلح جہاد کا آغاز ہو گیا۔

شہید شیخ رحمہ اللہ نے اپنی تمام تر توجہ جہاد پر مرکوز کر دی۔ ان دنوں روسی جارحیت نت نئے اور جدید حربی وسائل کے ساتھ حملہ آور ہوتی تھی۔ ہر صبح افغانستان کی سرزمین پر شہادتوں، ویرانیوں اور روسی وحشت و بربریت کی نئی نئی لرزہ خیز داستانیاں رقم ہوتی تھیں۔ بعد میں جب روس کو یقین ہوا کہ افغانستان کے مطلق العنان بادشاہوں اور ملحد ٹولے کے سفلی اخلاق کے بل بوتے پر انہوں نے افغانستان پر قبضہ کرنے کی حماقت ہی نہیں، بہت بڑی غلطی کی ہے تو روسی سیاسی مذاکرات کا واویلا مچانے لگے۔ جب مغرب کی اقوام نے، افغانستان سے روسی افواج کے نکالنے پر افغان عوام کے قاتل کو نوبل پرائز دیا تو شیخؒ سمجھنے لگے کہ اب اسلام کے دشمنوں نے افغانستان کے خلاف حملہ کی نوعیت بدل لی ہے۔ اب وہ مذاکرات کے ذریعے جہاد کے اثرات کو محو کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ جہاد افغانستان سے عالم اسلام میں جو ربط اور بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ غیر مسلم اور الحادی طاقتیں انجانے خوف کے تحت اس سے بے چین نظر آ رہی ہیں۔

ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے شیخ شہیدؒ نے قرآن و سنت کا لائحہ عمل اپنانے پر زور دیا۔ وہ مجاہدین کی صفوں

> اب افغانستان میں اسی طرح اسلامی شریعت قائم ہو گی جس طرح بین الاقوامی سازشوں کے باوجود کنڑ میں قائم ہوئی۔

کو قرآن و سنت سے منظم اور بیان مرصوص دیکھنا چاہتے تھے۔ اس لئے آپؒ نے طاغوت کے ہر قسم کے حیلہ، مکر و فریب اور سازشوں سے بچانے کے لئے عام منادی کرا دی کہ "اے آزاد خطوں کے مسلمانو! مجاہدو! اب کفر نئے حربوں کے ساتھ حملہ آور

ہو رہا ہے۔ آزاد خطوں میں جس پارٹی کی بھی اکثریت ہو، وہ قرآن و سنت کے تحت ادارے تشکیل دے کر وہاں کے مسلمانوں کو شرعی نظام سے محفوظ و مامون بنائے۔" امارت اسلامی کنڑ کا قیام شیخ شہید" کے اسی نصب العین کا مظہر ہے کیونکہ شیخ شہید" کو اس بات سے نہایت دکھ ہوتا تھا کہ آج کے مسلمان کی زندگی شرعی قوانین کی پابندی کے بغیر گزرتی ہے۔ کیونکہ مسلمان کو جب تک شریعت اسلامی کا تحفظ حاصل نہیں ہوتا اس کی زندگی جاہلیت کی زندگی تصور ہوتی ہے اور شیطان کا لشکر مسلمانوں کی صفوں میں ہر طرح کی افراتفری مچانے کے لئے بے لگام دوڑتا پھرتا ہے مگر افسوس کہ شیخ" کی اس بروقت اور بصیرت افروز تنبیہہ پر کسی نے کان نہ دھرا اور نہ کنڑ کے سوا دیگر آزاد خطوں میں اس پر عمل کیا گیا۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح ان آزاد خطوں سے جاہلیت کی پکار اٹھ رہی ہے۔ کوئی مطلق العنانیت کے دور کو واپس لانا چاہتا ہے۔ کوئی گرینڈ اسمبلی اور جرگہ کو نجات دہندہ

> افغان عوام کے قاتل کو نوبل پرائز دیا گیا تو شیخ شہید" سمجھ گئے کہ اب دشمن مذاکرات کے ذریعے جہاد کے اثرات و ثمرات کو ختم کرنا چاہتا ہے۔

سمجھتا ہے۔ کوئی جمہوریت سے کامیابی کی آس لگائے بیٹھا ہے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ اب افغانستان کو لسانی بنیادوں پر تقسیم کرنے کے لئے بھی بعض شاطر پر تول رہے ہیں۔ افغانستان کے مسلمانوں نے نہایت اخلاص سے جہاد کیا اور اس سلسلے میں روح فرسا مصائب برداشت کئے۔

جب کے بعد دیگرے صوبہ جات فتح ہونے لگے اور نوے فی صد رقبے پر مجاہدین کا عملاً قبضہ ہوا تو اس وقت اسلام دشمن عناصر نہایت متفکر ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ شیخ جمیل الرحمٰن شہید" مفتوحہ علاقوں کو اسلامی شریعت کے تحت منظم کر رہے ہیں

> شریعت نے ہمارے قبیلوں کو مزید خون ریزی اور جرائم سے محفوظ کیا ہے۔ اس شرعی ادارے کی عدم موجودگی، پرانی رقابتوں اور دشمنیوں کو دوبارہ پھیلا سکتی ہے۔

اور امارت اسلامی کے نام سے کنڑ میں اس کا عملی مظاہرہ بھی کیا تو انہوں نے اس اسلامی ادارے کو علیحدگی کی کوشش قرار دے کر اس کو بدنام کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ وہ اتنے ضرور کامیاب ہوئے کہ افغان عوام آزاد خطوں میں شرعی اداروں کے قیام کے مقصد اور ان کے دور رس اثرات کو نہ سمجھ سکے۔ آج افغان عوام آزاد خطوں میں اسلامی اداروں کے قیام کو سمجھنے بھی لگے ہیں مگر اب حالات بدل گئے ہیں۔ افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے مخالفین مجاہدین کی صفوں کے اندر اتنے سرایت کر گئے ہیں کہ اب افغان احزاب مسئلہ افغانستان کے حل کے بارے میں متفقہ موقف اختیار کرنے میں بے بس نظر آتے ہیں۔

آزاد خطوں میں شرعی اداروں کے قیام سے شیخ کا مطلب

یہی ہی تھا کہ مجاہدین کی پشت پر ایک شرعی انتظامیہ' ماحول اور معاشرہ وجود میں آئے تاکہ ان کا جذبہ جہاد اسلامی اصولوں کے تحت مزید فروغ پائے۔ جہاد کے اسلامی مقاصد ان کی نظروں سے اوجھل نہ ہوں اور شرعی نظام کے پابند آزاد خطے اسلام مخالف عناصر کی سازشوں سے محفوظ رہیں۔

پاکستان کے ایک فوجی مدبر جن کا جہاد افغانستان میں بہت بڑا کردار رہا ہے اور افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے لئے ان کے دل میں بہت تڑپ پائی جاتی ہے۔ روزنامہ 'نوائے وقت' میں شائع شدہ ان کے ایک مضمون سے یہ بات منظر عام پر آئی ہے کہ انہوں نے ایک موقعہ پر چیف آف آرمی سٹاف کو یہ تجویز پیش کی تھی کہ افغانستان کے آزاد خطوں میں جس پارٹی کی اکثریت ہو اس کو وہاں انتظامی ادارے تشکیل دینے چاہئیں اور حکومت ہر صوبہ کے لئے پانچ ہزار تربیت یافتہ مجاہدین مہیا کرے۔ اس طرح مجاہدین کابل فتح کرنے کے اہل ہو جائیں گے۔ انہوں نے یہ بھی لکھا کہ چیف آف سٹاف ان کی تجویز کے ساتھ بالکل متفق ہو گئے تھے اور انہوں نے ان کی تجویز جنرل ضیاء الحق کو بتانے اور قائل کرنے کا وعدہ بھی کیا تھا۔

اس حوالے کو نقل کرنے سے میرا مطلب یہ ہے کہ یہ ٹھیک وہی پروگرام ہے جو آزاد خطوں میں شرعی اداروں کے قیام سے شیخؒ شہید کے مدنظر تھا اور اس وقت مسئلہ افغانستان کے حل کے بارے میں ہم اسے شیخ جمیل الرحمٰنؒ فارمولا کے نام سے یاد کیا کرتے تھے اور اس بارے میں جماعت الدعوۃ کے مجلّہ "دعوت" میں تفصیل سے مضامین بھی شائع ہوئے ہیں۔

شیخؒ کی ایمانی بصیرت پر اتنی تفصیل سے روشنی ڈالنے کے بعد مولوی عبدالرحمٰن نے فرمایا کہ امارت اسلامی کنڑ گوناگوں مصائب سے دوچار ہوئی۔ مگر ہر مرحلہ پر امارت اسلامی کی شرعی حیثیت نے امارت کا تحفظ کیا ہے اور ہمیں اسلامی قوانین کے فیوض و برکات کا اندازہ ہوا اور اس بات کا بھی کہ شیخ جمیل الرحمٰنؒ کا قرآنی صداقتوں اور تعلیمات پر کتنا پختہ ایمان اور عقیدہ تھا۔ امارت اسلامی کی انتظامیہ کے ساتھ شریعت کی بالادستی اور تڑپ کے سوا اور کوئی اثاثہ نہیں۔ امارت کے تحت کنڑ کے خطہ میں شریعت کے نفاذ کے دو سال کے عرصہ سے ہی امارت ناقابل تسخیر قوت بن گئی ہے۔ ایسی قوت جس کے بارے میں کنڑ کے مسلمانوں کو یقین ہوا ہے کہ یہ ایک شرعی ادارہ ہے اس کا قیام اور بقا ان کی شرعی ذمہ داری ہے اور اسی ادارے کی وجہ سے کنڑ میں مسلمانوں کی عزت و آبرو محفوظ ہے اور جاہلیت کے اندھیروں سے نکل کر اسلامی شریعت کی روشنی میں ان کی قسمت جاگ اٹھی ہے۔ جہاں تک مادی وسائل کا انحصار ہے تو ہر کسی کو پتہ ہے کہ عامۃ المسلمین کے خیرات و صدقات سے چلنے والا یہ ادارہ اتنی مؤثر گرفت ہرگز پیدا نہیں کر سکتا بلکہ یہ شریعت کے فیوض و برکات ہیں جن کو محسوس کر کے عام مسلمان خود اس ادارے کی بقاء کو اپنی شرعی ذمہ داری سمجھتے ہیں اور اسی تڑپ کو لئے سارے افغانستان میں قرآن و حدیث کا نظام دیکھنے کے لئے متمنی اور کوشاں ہیں۔ شیخؒ جب بقید حیات تھے تو ایک جماعت کے امیر تھے اور کنڑ کے اسلامی ادارے کے سربراہ تھے۔

> **افغان عوام آزاد خطوں میں شرعی اداروں کے قیام کے مقصد کو سمجھنے لگے ہیں مگر اب حالات بدل گئے ہیں**

جب انسان بقید حیات ہو تو متنازعہ ہو سکتا ہے۔ مخالفین کی مخالفت اور پروپیگنڈے سے ایک عام آدمی کو اس کی پہچان کرنے اور مقاصد جاننے میں مشکل نظر آتی ہے۔ مگر شیخؒ کے بارے میں الحمدللہ مخالفین بھی قائل ہیں کہ وہ ایک عالم ربانی' مخلص مجاہد اور اسلامی نظام کے شیدائی تھے۔ جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ کے مؤسس اور امارت اسلامی کنڑ کے بانی تھے۔ مگر شہادت کے بعد ہر کسی پر واضح ہوا کہ انہوں نے اعلائے کلمۃ الحق کے لئے جہاد کیا تھا۔ محدود خطے پر ہی سہی جب اختیار ملا تو اسلامی شریعت

کو نافذ کیا۔ وہ افغانستان تو کیا ساری دنیا میں اسی طرح اسلامی نظام کی بالادستی دیکھنا چاہتے تھے۔ گویا شہادت کے بعد قرآن و سنت پر مبنی نظام کے نشان اور ترجمان بن گئے۔ اسلامی مقاصد کے ساتھ وفا نے "شیخ" کو زندۂ جاوید بنا دیا ہے۔ جہاد کے اسلامی مقاصد' افغانستان کے مسلمانوں کے دلوں میں ایسے راسخ ہوئے ہیں کہ اب دنیا کی کوئی سازش' وسائل کی محرومی' مصائب و الائم کا خوف ان کو ان مقاصد سے نہیں ہٹا سکتا اور سارے افغانستان میں اسی طرح اسلامی حکومت قائم ہو گی جس طرح کنڑ کے محدود خطہ میں بین الاقوامی سازشوں کے باوجود بے سروسامان لوگوں نے کنڑ میں شرعی حکومت کو قائم و دائم رکھا۔

شرعی قوانین کے نفاذ کے بارے میں انہوں نے کہا کہ واقعی فقہ میں اس مسئلہ پر مباحث موجود ہیں کہ اگر دارا لکفر نزدیک ہو اور یہ خدشہ ہو کہ مجرم سزا کے خوف سے بھاگ کر دارالحرب میں پناہ لے گا تو پھر اس کو سزا نہیں دینا چاہئے۔ مگر یہ ایک حیران کن بات ہے کہ اب تک جو مجرم سزا کے خوف سے کنڑ سے بھاگ گئے ہیں وہ پاکستان کے صوبہ سرحد میں یا پنجاب میں روپوش ہیں۔ ایک مجرم بھی سزا کے خوف سے نجیب حکومت کے ہاں نہیں گیا ہے اور سب سے حیران کن بات یہ ہے کہ امارت اسلامی کی طرف سے پوست کی فصلیں تباہ کی گئیں۔ منشیات پر پابندی لگائی گئی۔ قصاص اور رجم کے مقدمات کے فیصلے کئے گئے اور مخرب عناصر کے خلاف بعض دڑوں میں کلین اَپ اپریشن کئے گئے مگر حالیہ نامساعد حالات میں جب امارت اسلامی کنڑ اپنا اقتدار اعلیٰ بحال کرنے کی تگ و دو میں مصروف تھی اور حالات نہایت مایوس کن تھے تو ہمیں بھی ان قبائل سے خدشہ تھا جن کے افراد پر رجم اور قصاص کے فیصلے نافذ کئے گئے تھے اور ہمارے خلاف ان کو کھڑا کرنے کی کوششیں بھی کی گئی تھیں مگر اسلامی شریعت کی برکت دیکھئے کہ جن لوگوں کو شرعی عدالتوں سے سزائیں ملی تھیں ان لوگوں نے ان سخت حالات میں امارت اسلامی کا بھرپور ساتھ دیا اور اب بھی دفاعی لحاظ سے وہی قبیلے اور خطے ہمارے باأعتماد بازو ہیں۔

کنڑ کے قائمقام امیر عبدالرحمٰن نے بتایا کہ حالات سدھرنے کے بعد میں نے خود امارت اسلامی کی حمایت کرنے پر ان سے وجہ پوچھی تو وہ کہنے لگے:

"اسلامی شریعت خدا کی رحمت ہوتی ہے۔ اگر امارت اسلامی کے تحت قصاص و رجم کے معاملات فیصلہ نہ ہوتے تو آج قبائلی دشمنی اور انتقام کے جوش میں مختلف برادریوں کے درمیان درجنوں آدمی ہلاک ہو گئے ہوتے۔ شریعت کی وجہ سے صرف مجرموں کو سزا ملی۔ اسلامی شریعت نے ہمارے قبیلے اور خاندانوں کو مزید خون ریزی اور جرائم کرنے سے محفوظ بنایا۔ اب اگر یہ شرعی ادارہ باقی نہ رہا تو پرانی رقابتیں اور ذاتی دشمنیاں پھر تباہی پھیلا سکتی ہیں۔

امارت اسلامی کا قائم رہنا ہماری سلامتی و بقا ہے اور اس کی بقا کے لئے ہم جان و مال کی قربانی دینا اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔ اسی نظام کو لانے کے لئے ہم تیرہ سال سے مسلسل جہاد کر رہے ہیں۔ یہ ادارہ ہمارے جہاد کا ثمر ہے اور ہماری دلی تمنا ہے کہ اسلامی شریعت سارے افغانستان میں نافذ ہو اور پندرہ لاکھ شہداء کی شہادت کے بدلے ملت افغانستان کو صحیح اسلامی حکومت ملے۔

انہوں نے آخر میں بتایا کہ امارت اسلامی کی شرعی عدالتوں نے آج تک جتنے فیصلے صادر کئے ہیں ہم ان کو کتابی شکل دینا چاہتے ہیں تاکہ دنیا کے مسلمان اور دیگر اقوام دیکھ لیں کہ ہر حالت میں انسان کے لئے شرعی نظام میں ہی تحفظ و بقا ہوتی ہے اور امارت اسلامی کی عدالتوں نے اسلامی شریعت کے مطابق جو مقدمات فیصل کئے ہیں۔ اسلامی عدالتوں کے سوا دنیا کی دیگر عدالتوں میں اس عدل و انصاف کی نظیر نہیں ملتی۔ قانونی ماہرین اور علماء کرام ملاحظہ فرما لیں گے کہ امارت اسلامی کی شرعی عدالتوں نے قرآن و سنت کی روشنی میں اسلامی عدالت کا حق ادا کیا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ ایمان افروز مجلس اپنے اختتام کو پہنچی۔

اے سرزمینِ افغانستان

سمیع اللہ سمیعی

اے سرزمین افغانستان!

اے شہیدوں کی زمین، ترے رنگوں میں خون کا رنگ بہت نمایاں ہے، ترے بیٹوں نے لہو دے کے تیرا وجود بچایا ہے۔

جب ہر طرف کفر و الحاد کے فسانے تھے، تیرے فرزندوں کے لبوں پہ تب بھی اسلام کے ترانے تھے۔

مسلمان درسِ جہاد بھول بیٹھا تھا، مگر ترے بسنے والوں کے دلوں میں جوشِ شہادت کے خزانے تھے۔

اے سرزمین افغانستان!

تری مٹی سے ابھی تک لہو کی مہک اٹھتی ہے۔ تری بلبلوں کی لَے میں اسلام کی چھک باقی ہے۔

ترے گلستاں کو مجاہدوں نے خون سے سینچا ہے۔ اسی لئے تو تُو طاغوت کی آنکھوں میں کھٹکتی ہے۔ کفر کو تُو بُری لگتی ہے۔

اے سرزمین افغانستان!

تو نے عالمِ اسلام کو نیند سے جگایا ہے۔ بھولا ہوا سبق پھر ان کو یاد دِلایا ہے۔

اسی لئے تو کافر نہیں چاہتا کہ تری سیاست کا فیصلہ ہو جائے۔ اسلام جو ترا مقدر ہے تو اس سے بہرہ ور ہو جائے مجاہدین عالم کے لئے تو اسلام کا گھر ہو جائے۔ اسی لئے تو وہ نت نئے طریقے اپناتا ہے، حیلے بہانوں سے تجھ کو ستاتا ہے، اسلام کی راہ میں جمہوریت کا کانٹا لگاتا ہے۔

اے سرزمین افغانستان!

آج کچھ اپنے بھی تجھ سے آنکھیں پھیر رہے ہیں۔ طاغوت سے ڈر کر تری صعوبتوں میں اضافہ کر رہے ہیں مگر ان کی طوطا چشمی سے ترا مقدر تو نہ بدلے گا۔ ہاں! صرف اتنا ہو گا کہ تیرا کٹھن راستہ کچھ اور لمبا ہو جائے گا، مگر پھر بھی آج کی طرح کل بھی آخری جیت تیری ہو گی۔

آمرینِ دورِ حاضر کی خدمت میں

یوں تو انسان کی زندگی بھی مستعار ہے اور تمامتر توفیقیں بھی۔ لیکن جب انسان کسی اونچے منصب پر پہنچ جاتا ہے تو اس کی زندگی مزید عارضی ہو جاتی ہے کیونکہ اسے پھر سے اپنے اصلی اور بنیادی نکتہ پر آنا ہوتا ہے جب یہ منصب کسی سیاسی جوڑتوڑ کے نتیجہ میں، بالخصوص کسی نااہل اور غیر مستحق کو، مل جائے تو اسکی مثال آندھی میں ٹمٹماتے ہوئے دیئے سے بڑھ کر نہیں ہوتی۔

انسان کی طبیعت کا خاصہ ہے کہ وہ عروج سے زوال تک آنے کو لاشعوری طور پر قبول کرتی ہے اور نہ برداشت۔
اس لئے وہ اپنے خلاف ہر آواز کو دبانے کی کوشش کرتا ہے۔ خواہ اسکی خاطر اسے کتنے ہی ظلم و ستم اور بے انصافیوں سے کام لینا پڑے اور کتنے ہی مفاد پرست لوگ، اپنے مخالفین میں سے خریدنا پڑیں۔ وہ لوگوں کو کتنا ہی آپس میں لڑا کر تقسیم کرتے ہوئے شتت و تحکم (یعنی ڈوائیڈ اینڈ رول) کی پالیسی اپنا لے لیکن۔

حکومت کا تو کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے ہے
نہیں فطرت کے قانونِ مسلّم سے کوئی چارہ
(اقبال)

کے مطابق اسی زور اور قوت سے مخالف تحریکیں بھی اٹھتی ہیں جو ظالم کے لئے مکافات عمل بن کر سورۃ قصص کی ابتدائی آیات کا مصداق بن جاتی ہیں۔
قرآن مجید کا کہنا ہے:

مولانا ابو محمد عبدالسلام کیلانی- پشاور

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَ جَعَلَ اَهْلَهَا شِیَعًا یَسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ یُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَ یَسْتَحْیٖ نِسَآءَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ○ وَ نُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِیْنَ ○ وَ نُمَكِّنَ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَ نُرِیَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَحْذَرُوْنَ۔

"تحقیق فرعون کو دنیا میں عروج حاصل ہوا، اس نے اپنے ہی ملک کی رعایا کو ڈوائیڈ اینڈ رول سے دوچار کیا ایک جماعت کو کمزور سمجھا اس کے بیٹوں کو ذبح کرنے لگا اور اس کے عورتوں کو چھوڑ دیتا، وہ فسادیوں میں سے تھا ہم تو چاہتے تھے کہ ملک کی کمزور جماعت کو اپنے احسان سے نوازتے ہوئے انہیں ملک میں قیادت بخشیں اور (انقلاب کے بعد) انہیں ہی وارث بنا دیں اور انہیں ملک میں تمکین و عروج دیں اور (نا اہل حاکم) فرعون اور (مفاد پرست ایجنٹ) ہامان اور انکی فوجی طاقتوں کو دکھادیں کر جس بات سے خائف ہو کر تم نے یہ ظلم کئے تھے وہی باتِ کیسے پروان چڑھتی ہے؟ (۴-۶/۲۸)

اسی طرح ہم دیکھ رہے ہیں کہ آمرین دور حاضر اور ائمہ کفر مل کر اور مسلمانوں میں مفاد پرست لوگ تلاش کرکے، انکے

باقی صفحہ نمبر۳۲پر

قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰهِ عَلٰی بَصِیْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ

DAWAT

ماہنامہ

دعوت

سرپرست : الشیخ سمیع اللہ
امیر جماعۃ الدعوۃ إلی القرآن والسنۃ - افغانستان

بانی : الشیخ جمیل الرحمن شہید

شوال - ذوالقعدہ ۱۴۱۲ھ - اپریل - مئی ، شمارہ نمبر ۹ تا ۱۰ ، جلد نمبر ۵ ، مسلسل ۵۶-۵۷

اس شمارے میں

(1) اداریہ 2
(2) پرامن انتقال اقتدار اور جماعت کا موقف 4
(3) انتقال اقتدار کے بعد افغان مجاہدین کے تدبر کا امتحان 6
(4) موجودہ نازک حالات اور جماعت کا موقف 7
---- جماعت کی پریس ریلیز
(5) مسلم افغانستان اور علما کی ذمہ داری 8
(6) تذکرہ جمیل" (شہید شیخ جمیل الرحمن کا تذکرہ) 10
(7) کنڑ میں اسلامی نظام کے فیوض و برکات 13
(8) اے سرزمین افغانستان 18
(9) آمرین دور حاضر کی خدمت میں 19
(10) افغان جہاد کے اثرات' عالم اسلام پر اور امریکہ کا منفی رویہ 20
(11) یوگوسلاویہ کے مجبور اور مظلوم مسلمان 24
(12) غزوہ احد 27
(13) اٹھو پھر سے نئے ایک دور کا آغاز تو دیکھو 33
(14) انقلابی پیغام 34
(15) توحید اور تعمیر انسانیت 38
(16) اسلام اور عدل 42
(17) دل پر گناہوں کے اثرات 45

PROPERTY OF ACKU

جہادِ افغانستان کا استحکام

جہادِ افغانستان کا استحکام

ہمارے نمائندے

افغانستان : عبدالحمید شورش — سعودی عرب : فیضان اللہ
اسلام آباد : عفیف احمد — امریکہ : عبدالرحمن احمد
پشاور : غنی اللہ مسلم — برطانیہ : منور علی
لاہور : حماد شاکر — جرمنی : وائی - ایم حمیم
کراچی : چوہدری ظہور احمد — ہالینڈ : عماد الدین بحری اسمٰعیل
کوئٹہ : عرفان مینگل — مظفرآباد : بشیر قریشی

زرِ تعاون

پاکستان میں	بیرونی ممالک کیلئے
ماہانہ : ۱۰ روپے	ماہانہ : ۲ ڈالر
سالانہ ۱۰۰ روپے	سالانہ : ۲۰ ڈالر

جماعۃ الدعوۃ إلی القرآن والسنۃ
اکاؤنٹ نمبر ۱۹۴۶۵ حبیب بنک
کینٹ صدر - پشاور

پتہ : کلچرل کمیٹی جماعۃ الدعوۃ إلی القرآن والسنۃ (اہلحدیث) افغانستان
پوسٹ بکس نمبر ۶۱۴ - پشاور - پاکستان

افغان جہاد کے اثرات

عالم اسلام پر اور امریکہ کا منفی رویہ

تحریر: جمیل اختر

چودہ سال قبل افغانستان میں اس وقت کی سُپر پاور روس کی مداخلت کے بعد نہتے افغان مسلمانوں کی طرف سے جاری ہونے والے جہاد کے بارے میں اُس وقت کوئی بھی یہ ماننے کے لئے تیار نہ تھا کہ یہ نہتے افغان مسلمان اپنی قوتِ ایمانی کی بدولت کمیونسٹ روس کو اس کے نظریہ کمیونزم سمیت افغانستان سے ذلت آمیز شکست سے دوچار کر کے نکال باہر کریں گے۔ مادیت پرست تو اس وقت اس ایمانی اقدام کو حماقت اور خود کشی تصور کرتے تھے۔ مگر جہاد کا آغاز کرنے والے مجاہدین کے مدِ نظر قرآنی بشارتوں کے علاوہ کوئی دوسرا سہارا نہیں تھا۔ مادی اسباب سے تہی ان افغان مجاہدوں کی نظریں صرف مسبب الاسباب اور رب العالمین پر تھیں۔ انہیں اپنے رب کے فضل و کرم، قدرتِ طاقت کے بعد اپنی جہادی کوششوں کے اخلاص پر اتنا یقین تھا کہ وہ اپنی جان و مال، اولاد اور وطن کی قربانی دینے پر مجبور ہو گئے۔ خدا نے ان کی کوششوں کو ان کی توقع سے زیادہ برکت دی۔ یہ تو ان غیور افغان مجاہدین کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ان کی کوششوں کے نتیجے میں روس کی تحلیل تک واقع ہو جائے گی۔ افغان مسلمانوں نے جہاد کا یہ سفر خدا کے توکل کے سہارے تنہا شروع کیا تھا پہلے پاکستان کے انصار نے افغان مہاجرین اور مجاہدین کی حتی المقدور حمایت اور امداد شروع کی اس کے بعد دوسرے اسلامی ممالک سے بھی رضاکار مجاہد افغان مجاہدین کے شانہ بشانہ لڑنے کے لئے آنا شروع ہو گئے بقول شاعر

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
قافلے ملتے گئے اور کارواں بنتا گیا

امریکہ اور یورپ بھی اپنی کمیونزم اور روس دشمنی اور علاقے میں اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے اس جہاد کے حامی و مددگار بن گئے۔ چودہ سالہ یہ افغان جہاد اپنے نتائج اور اثرات کے لحاظ سے بڑا نتیجہ خیز اور اثر آفرین ثابت ہوا۔ اس نے ایک طرف تو روس پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ پوری دنیا میں جاری روسی کمیونزم کی یلغار رک گئی اور روس کے توسیع پسندانہ عزائم کو بھی راہ نہ مل سکی اور وہ منجمد ہو کر رہ گئے روس افغانستان میں اپنے دفاع کی جنگ لڑنے پر مجبور ہو گیا پھر اس پر ایسا وقت بھی آیا کہ وہ "جائے رفتن نہ پائے ماندن" کے مصداق افغان مسئلہ کو اپنی انا کا مسئلہ بنا کر نہ اسے اگل سکتا تھا نہ نگل سکتا تھا۔ روس کے پیدا کردہ افغان مسئلے کے اس عفریت نے اس کی معاشی، معاشرتی اور سیاسی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا اور جب سپر پاور کا آہنی پردہ اٹھا تو روس دنیا کے نقشے پر ستر برس قبل غصب کی ہوئی پندرہ ریاستوں کو جنم دے کر موت کی ہچکی لے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہاد کی فضاؤں میں تحلیل ہو گیا۔ مگر عالم اسلام پر خصوصاً اقوام مغرب پر عموماً جہاد کی اہمیت، فضیلت اور فیوض و برکات واضح کر گیا۔

افغان جہاد نے پوری دنیا پر جو اثرات ڈالے ان کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسلم دنیا کے اندر جہاد نے وہ حوصلہ پیدا کیا ہے کہ سارا عالم اسلام اسلامی تقاضوں کے مطابق منظم ہو کے رہے گا اور عالم اسلام کی بقا اور سالمیت اسلام کے اصولوں کی مطابق منظم ہونے میں پوشیدہ ہے۔ اسی طرح مسلمان اقلیتیں بھی جہاں جہاں تھیں اس جہاد نے ان کو بھی حوصلہ اور قوت بخشی اور یہ اپنے آپ کو فکری اور عسکری لحاظ سے اپنے آپ کو لیس کرنے لگیں۔ یہ فکری اور عسکری تربیت افغان جہاد ہی کی مرہون منت ہے۔

قدرت کا یہ قانون ہے کہ وہ دنیا میں طاقت کا توازن برقرار رکھتی ہے اگر کوئی طاقت اس کی پیدا کردہ دنیا اور خلقت کے لئے ظلم کا ذریعہ اور سبب بن جائے تو توازن کے لئے ایک اور طاقت مقابل آ جاتی ہے یوں کبھی ایک کا پلڑا بھاری ہوتا ہے تو کبھی دوسری کا۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں بھی فارس اور روم جیسی عظیم سلطنتیں موجود تھیں۔ روس کی تحلیل سے قبل کوئی بھی اقدام کرنے سے قبل امریکہ کو سوچنا پڑتا تھا۔ اب صورت حال بدلی تو امریکہ نے بھی اپنا رویہ بدل لیا ہے۔ اب قانون، اخلاق اور حق صرف وہی ہے جو امریکہ چاہتا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ امریکہ بڑے پن کا ثبوت دیتا اور وضع داری کا رویہ اختیار کرتا اور اقوام عالم پر اپنی موجودہ بالادستی کو ترقی پذیر اور پسماندہ اقوام اور مظلوم طبقات کی دادرسی اور بہتری کے لئے صرف کرتا۔ مگر امریکہ نے اس کے برعکس، مختلف رویہ اپنایا اور اب پوری دنیا کو اپنی نوآبادی سمجھ رکھا ہے اور وہ بڑے طمطراق سے "انا ولاغیری" کا نعرہ بلند کر رہا ہے۔

افغان جہاد نے امریکہ اور یورپ پر یہ حقیقت بھی واشگاف کر دی ہے کہ مسلمان قوم میں یہ جذبہ اگر صادق ہو تو ناقابل شکست ہوتا ہے۔ صلیبی جنگوں کی ٹیسیں اب بھی کبھی کبھی یورپ کے قلب وجاں کو مضمحل کر دیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ کی تمام اقوام اسلام دشمنی میں متحد اور متفق نظر آتی ہیں۔

اب یہ بات ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ روس کی تحلیل کے بعد مسلم ممالک، یورپ اور امریکہ میں جاری احیائے اسلام کی تحریکوں نے، امریکہ کو لرزہ براندام کر دیا ہے اور وہ ان تحریکوں سے نپٹنے کے لیے ہر حربہ اختیار کرنے پر تلا ہوا ہے۔ امریکہ اس بات سے خائف ہے کہ مسلمان قوم کی یہی طاقت اور جذبہ کہیں اس کے لیے دردِ سر نہ بن جائے۔ دوسری طرف عالم اسلام کے وہ جدید طبقے جو ترقی کے نام پر مغرب کے نقشِ قدم پر چلنا اپنے لیے باعثِ فخر سمجھتے ہیں ان تحریکوں سے نپٹنے کے لیے ہر حربہ اختیار کر رہے ہیں اور عالمی طاقتیں ان کی کمر تھپ تھپا رہی ہیں۔

وہی ذرائع ابلاغ جو روس کے اِنخلا سے پہلے مجاہدین کو "مجاہدین" قرار دیتے تھے اب "افغان شدت پسند" "افغان چھاپہ مار" اور "بنیاد پرست" قرار دے رہے ہیں۔

موجودہ صورت حال میں اگر دیکھا جائے تو اقتصادی لحاظ سے متحدہ جرمنی، جاپان اور چین توازن کے لیے امریکہ کے مدمقابل آ سکتے ہیں مگر امریکہ جس نظریاتی، اخلاقی، جنسی بے راہروی اور مادی تباہی کے گڑھے پر کھڑا ہے اسے صرف اور صرف اسلام ہی سے خطرہ ہے۔ اسلام مادہ پرستی سے صرف انکار ہی نہیں کرتا بلکہ زندگی کے تمام پہلوؤں اور شعبوں میں مادی اور روحانی رہنمائی بھی بہم پہنچاتا ہے۔ عالمِ اسلام اقتصادی، حربی، مادی ٹیکنالوجی اور ایٹمی میدان میں پسماندہ ہی نہیں منتشر، منقسم اور کمزور بھی ہے۔ اس کے باوجود دیکھئے امریکہ اس سے کس قدر خوف زدہ ہے اور کس طرح مفروضہ "بنیاد پرستی" کا راستہ روکنے کی کوشش کر رہا ہے اور کیا کیا "احتیاطی تدابیر و تراکیب" استعمال کر رہا ہے۔ کبھی چین کو حکم دیتا ہے کہ دیکھو! پاکستان کو دور مار میزائل ساز تکنیک فراہم نہ کرنا، پاکستان کے ساتھ تمہارا یہ تعاون میرے مفاد میں نہیں ہے۔ افغانستان میں جمہوریت کا یہ ٹھیکیدار اسلامی ریاست کے قیام کے مقابلے میں کبھی بادشاہت کو ترجیح دیتا ہے، کبھی سیکولر سٹیٹ کے قیام کے لیے دباؤ ڈالتا ہے اور لسانی منافرت پھیلانے کی کوششیں کرتا ہے تاکہ اسلامی حکومت

کے قیام کی صورت میں جہاد کے اثرات و فیوض ثمر آور نہ ہو سکیں۔ کویت یا سعودیہ کی ہمدردی اور حمایت میں نہیں بلکہ اسرائیل پر دست شفقت رکھتے ہوئے اس کی حمایت میں عراق کو بھوکا مارا جا رہا ہے۔ تاکہ پھر کوئی سرکش اور طاقت ور فوج اسرائیل کے لئے خطرے کا باعث نہ بن سکے۔ آج سے قریباً چار سال قبل امریکی مسافر طیارے کو تباہ کرنے کے الزام میں لیبیا کے دو باشندوں کی طلبی کی آڑ میں عراق کے بعد اپنے دوسرے شکار لیبیا کی "گوشمالی" کرنے کے لیے پابندیاں عائد کی جا رہی ہیں۔ کوریا کو اس شبہ میں کہ وہ اپنے جہاز کے ذریعے ایران کو سکڈ میزائیل پہنچا رہا ہے، دھمکی دی جا رہی ہے کہ اگر تم نے اپنے تجارتی جہاز کا رخ نہ موڑا تو ہم اس پر حملہ کر کے اسے تباہ کر دیں گے۔ وسط ایشیا کی نو آزاد مسلم ریاستوں کو خبردار کیا جا رہا ہے کہ اگر تم نے اسلحہ سازی کی ٹیکنالوجی مسلم دنیا کو فروخت کی تو تمہیں اس کی سزا بھگتنا پڑے گی۔ پاکستان پر ایک عرصے سے دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ اپنا ایٹمی پروگرام ختم کر دو ورنہ ہم تمہیں ہر قسم کی امداد سے محروم کر دیں گے، اس مقصد کے لئے دوسرے عالمی اداروں کو آمادہ کیا جا سکتا ہے اور ہم تمہیں تمہارا وہ سامان بھی نہیں دیں گے جس کی قیمت وصول کر کے اور معاہدے پر دستخط کر کے 'اخلاقی طور پر دینے کے پابند ہیں۔ کبھی پاکستان سے وضاحت طلب کی جاتی ہے کہ بتاؤ کہ تمہارا وسط ایشیا کی نو آزاد مسلم ریاستوں کا دورہ کرنے والا وفد ان سے کس قسم کے تعلقات کی نوید لے کر آیا ہے؟

اس وقت امریکہ کے مدمقابل کوئی ایسی طاقت نہیں ہے جو اس سے پوچھ سکے کہ طاقت کے اظہار کی اس دنیا میں اگر امریکہ کو ایٹمی ہتھیار رکھنے کا حق حاصل ہے تو دوسروں کو یہ حق کیوں نہیں ہے؟ اگر بھارت ایٹمی دھماکہ کر کے ایٹمی طاقت بن سکتا ہے تو اس سلسلے میں پاکستان پر ناروا پابندیاں کیوں ہیں؟ امریکہ اگر ہر قسم کی اسلحہ سازی کر سکتا ہے تو پاکستان' یا کوئی دوسرا مسلم ملک اپنی دفاعی ضروریات کو مہیا کرنے یا خود تیار کرنے کا حق کیوں

سوال کرنا جائز نہیں مگر.....

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تین قسم کے لوگوں کے علاوہ کسی کے لئے سوال کرنا جائز نہیں ہے۔

(۱) خاک نشین فقیر و نادار

(۲) پریشان کن تاوان یا قرض تلے دب جانے والا

(۳) دردناک خون والا یعنی جس کے ذمہ دیت ہو۔

(ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

نہیں رکھتا امریکہ اپنی مرضی سے بھارت کو ایٹمی ٹیکنالوجی فراہم کر سکتا ہے تو چین پاکستان یا کسی دوسرے مسلم ملک کو ایٹمی ٹیکنالوجی کیوں فراہم نہیں کر سکتا؟ امریکہ اگر عربوں کے عین قلب میں واقع اسرائیل کو پیٹریاٹ میزائل سے مسلح کر سکتا ہے تو کوریا ایران کو سکڈ میزائل کیوں فراہم نہیں کر سکتا؟ سرد جنگ کے خاتمے پر اگر امریکہ چین سے اپنے تجارتی اور ثقافتی تعلقات بحال کر سکتا ہے تو پاکستان نو آزاد مسلم ریاستوں کے ساتھ ستر سال سے منقطع تعلقات کی تجدید کیوں نہیں کر سکتا؟ اس کا جواب صرف اور صرف اسلام دشمنی ہے یا پھر

ع ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

آج اگر امریکہ کے مدمقابل کوئی طاقت نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ طاقت کے توازن کا یہ فطری قانون امریکہ کے لئے مکافاتِ عمل ثابت نہیں ہو گا۔ کیا ایک سال قبل روس کی تحلیل کی پیش گوئی کی جا سکتی تھی؟ ایک نہ ایک طاقت تو اُبھرے گی جو ظلم کے منہ زور ہاتھوں کو توڑ دے گی۔ جیسے پندرہ لاکھ شہداء کے قاتل روس کی اپنی موت بھی واقع ہوئی اور اس کے نظریئے کی بھی۔ عالم اسلام میں شامل امریکہ کے حلیف ممالک جو امریکہ کے لئے خیرسگالی اور دوستی کے جذبات رکھتے ہیں عالم اسلام سے امریکہ کے اس بغض اور امتیازی سلوک کا کتنی دیر

تک خاموشی سے مظاہرہ دیکھتے رہیں گے۔ آخر کچھ سوچنے اور کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ کیا اس انداز کی دھونس اور غنڈہ گردی کا ردعمل منتشر، بکھرے اور منقسم عالم اسلام کے اتحاد کی صورت میں نہیں نکل سکتا۔ کیا امریکہ کی یہ ناروا اور امتیازی پابندیاں مفروضہ "مسلم بنیاد پرستی" اور "مسلم بلاک" کے خطرے کو کم کرنے کی بجائے اس کی تقویت اور تشکیل کا وسیلہ نہیں بن جائیں گی۔ امریکہ اس ردِعمل سے بخوبی آگاہ ہے یہی وجہ ہے کہ امریکی سینیٹر کی آنکھوں کے سامنے پاکستان، ایران، مسلم افغانستان، ترکی اور وسط ایشیا کی نو آزاد چھ ریاستوں کا مجوزہ اسلامی بلاک ہوّا بن کر لہرا رہا ہے۔

اس صورت حال کا تقاضا یہ ہے کہ عالمِ اسلام کو اپنی ذمہ داریاں پوری کرنا ہوں گی اور اپنی کوتاہیاں دور کرنا ہوں گی۔ عالم اسلام کو اب قوم پرستی اور قومی مفادات کی روش کو ترک کرنا ہو گی کہ مغرب ان دلکش اصطلاحات سے عالم اسلام کو بیوقوف بنا کر ان کی وحدت کو پارہ پارہ کرتا رہا ہے۔ اسی طرح عالم اسلام کو امتِ احدہ اور مسلم اُمّہ کے مفادات کے تحفظ کی روش اختیار کرنا ہو گی کہ امت مسلمہ ایک جسدِ واحد کی مانند ہے۔ جغرافیائی، شخصی، خاندانی اور قومی تقسیم نے اس مردِ مومن کو مردِ بیمار بنا دیا ہے۔ ان کی تمام بیماریوں کا حل صرف اور صرف قرآن و سنت کی پیروی میں ہے۔ اسی ایک مرکز پر پوری ملّت جمع ہو سکتی ہے اور اسی ایک جبل اللہ کے ساتھ تعلق مسلمانوں کو بنیانِ مرصوص بنا سکتا ہے۔ مسلمان ممالک میں جاری نشاۃ ثانیہ کی تحریکوں کو طاقت کے زور پر روکنا اب کسی کے بس کی بات نہیں رہی ہے۔ اب ان تبدیلیوں سے خوفزدہ ہونے کی بجائے اپنے آپ کو تبدیل کر لینا چاہئے۔ یا پھر ان تبدیلیوں کے لئے راستہ چھوڑ دینا چاہئے ورنہ افغان جہاد کے اثرات کی وجہ سے آنے والی تبدیلیاں جب آئیں گی تو پھر سب کچھ تبدیل ہو جائے گا کہ جاری پانی کے سامنے بند نہیں باندھا جا سکتا۔ اس کی حالیہ مثال الجزائر میں دیکھی جا سکتی ہے۔ جس نے ساری دنیا کو چونکا کر رکھ دیا ہے۔

قے کر کے چاٹنا

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

"عطیہ دے کر واپس لینے والے کی مثال اس کتے کی سی ہے جو قے کر کے چاٹ لیتا ہے۔ اس بارے میں اس سے بدتر مثال اور کیا ہو سکتی ہے۔" (بخاری شریف، مشکوۃ)

عالم اسلام کو قدرت نے بے انداز نعمتوں اور دولت سے نوازا ہے۔ جغرافیائی محل وقوع کے لحاظ سے، زرعی پیداوار کے لحاظ سے، موسم کے لحاظ سے، قیمتی معدنیات کے لحاظ سے بحری اور بری راستوں کے لحاظ سے، افرادی قوت کے لحاظ سے۔ مسلمانوں کو خداوندی عطیات کی قدر اور شکر ادا کرنا چاہئے۔ عالمِ اسلام کے معاملات کو الجھا کر قومی معاملات کو سلجھانے کی پالیسی ترک کر دینی چاہئے۔ آپس میں ثقافتی، تجارتی اور تکنیکی تعلقات کو فروغ دینا چاہئے۔ تاکہ ہم ہر شعبہ زندگی میں مغرب کے محتاج رہنے کی بجائے آزادی سے اپنی پالیسیاں وضع کر سکیں۔ اسلامی کانفرنس اور عرب لیگ جیسی تنظیموں کو وسعت دے کر مزید فعال کیا جا سکتا ہے۔ اسلامی تجارتی منڈی، مشترکہ اسلامی بنک مشترکہ اسلامی عدالت اور مسلم اقوام متحدہ کی تشکیل وقت کی اہم ضرورت ہے۔ تاکہ عالم اسلام کو درپیش مسائل کو ایک مشترکہ پلیٹ فارم سے اور متفقہ لائحہ عمل طے کر کے حل کیا جائے۔

اگر یہ اقدام بروقت نہ کئے گئے، آنے والے وقت کے لئے خود کو تیار نہ کیا گیا اور عالم اسلام میں اٹھنے والی مسلم تحریکوں کا راستہ روکا گیا تو قدرت ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔ دنیا کی امامت کے منصب کے لئے کچھ اور انتظار کرنا پڑے گا۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے "مسلمانو"
تمہاری داستاں بھی نہ ہو گی داستانوں میں

کمونسٹ ریاست

یوگوسلاویہ کے مظلوم مسلمان

تحریر: ابو حذیفہ

پندرھویں صدی کی ساتویں دہائی میں ترکی خلیفہ محمود ثانی نے یوگوسلاویہ کے دارالخلافے بلغراد (Belgrade) کو ۱۴۵۲ء میں فتح کیا اور اس طرح یہاں ترکوں نے ساڑھے چار سو سال تک حکومت کی۔ یوگوسلاویہ کے مختلف صوبوں پر ترکوں نے جتنی مدت تک حکومت کی اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ کروشیا پر چالیس سال، صربیا پر ۳۸ سال، بوسنیا پر ۴۱۵ سال، جبل اسود پر ۴۲۰ سال، کوسوفو پر ۴۳۰ سال اور مقدونیہ پر ۵۴۷ سال۔ یوگوسلاویہ کا کل رقبہ ۵۵۸.۴ کلومیٹر ہے۔ شمال میں آسٹریا اور ہنگری، مشرق میں رومانیہ اور بلغاریہ اس کے جنوب میں یونان اور البانیہ اور جنوب مغرب میں بلقان واقع ہے۔ یوگوسلاویہ کی کل آبادی ۲۴ ملین ہے۔ مسلمانوں کی تعداد پچاس لاکھ ہے۔ اس میں سے آدھے بوسنیا اور آدھے کوسوفو اور مقدونیا میں ہیں۔ یوگوسلاویہ میں چار بنیادی مذہب رائج ہیں (۱) آرتھوڈکس (۲) کیتھولک (۳) پروٹسٹنٹ (۴) اسلام۔ یوگوسلاویہ کی ہر ریاست اپنی خاص زبان رکھتی ہے لیکن سرجی۔ مقدونی اور سلوانی زبانوں کی بنیاد سلاوی زبان ہے۔ البانی زبان دراصل لیریر زبان ہے۔

ترکوں نے جب یونان، بلغاریہ اور البانیہ کو فتح کیا تو اس وقت جنوبی یوگوسلاویہ کے صوبہ بوسنیا (Bosnia) میں ایک عیسائی فرقہ بوگومیلی آباد تھا۔ خدا کا اقرار مگروحی سے انکار اس عیسائی فرقہ کے عقیدہ میں شامل تھا۔ یہ بوگومیلی فرقہ اپنے ہی ہم مذہب مگر دوسرے فرقے سے خاصہ پریشان تھا۔ ترکوں نے جب اس خطے کو فتح کیا تو بوگومیلی فرقے کو اپنے ہم مذہب عیسائیوں کے علاوہ ہنگری کے ظلم و ستم سے بھی نجات مل گئی۔ اس فرقہ نے ترکوں کی آمد کا خیر مقدم کیا۔ ترکوں کے دور اقتدار میں اس فرقے نے مسلمانوں کے عقائد اور کردار کو قریب سے دیکھا تو انہیں اسلام میں اپنے عقیدے کے ساتھ قدرے مماثلت محسوس ہوئی تو بوسنیا کے دس لاکھ کے قریب بوگومیلی فرقے نے اپنی خوشی سے اسلام قبول کر لیا۔ مغرب کے اس الزام کو کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا، یہاں کے تعلیم یافتہ اور باخبر لوگ مسترد کرتے ہیں۔ تھامس آرنلڈ نے "انتشار الاسلام فی بلقان بالسیف" میں مستشرقین کے اس الزام کی نفی کی ہے۔

یہ خطہ، جسے آج کل بوسنیا یا بوسنیا ہرزیگوائن (Bosnia Hercogovina) کہا جاتا ہے کہ سربیا اور کروشیا متحارب ریاستوں کے درمیان واقع ہے۔ ان دونوں ریاستوں کے باشندے عیسائی ہونے کے باوجود نسلی اور مذہبی اختلاف رکھتے ہیں۔ کروشیائی کیتھولک اور سربیائی آرتھوڈکس چرچ پر یقین رکھتے ہیں۔

ترکوں کے دور حکومت میں بوسنیا کے بوگومیلی باشندوں کو جو مراعات دی گئی تھیں، ترکوں کے بعد ۱۸۸۷ء میں آسٹریا نے بوسنیا پر قبضہ کیا تو راتوں رات وہ مراعات چھین لیں۔ ہزاروں افراد کو جاہل قرار دے دیا گیا۔ عربی رسم الخط ختم کر کے رومن

رسم الخط کو رائج کیا گیا۔ ۱۹۰۰ء میں صرف بلغراد میں ۲۷۰ مساجد' آٹھ اسلامی سیکنڈری مدرسے۔ نو علم حدیث اور ۲۷۰ تحفیظ قرآن کے مراکز تھے۔ اسلامی حکومت کے خاتمے کے ساتھ ہی مدارس اور مساجد ختم کر دی گئیں۔ آفندی مسجد کو منہدم کر کے گھوڑے دوڑانے کا میدان مسجد تربہ کی جگہ تھیٹر اور مسجد بتار جیسی خوبصورت مسجد کو گرا کر پارلیمنٹ ہاؤس بنا دیا گیا اسی طرح بوسنیا کے دارالحکومت سراؤو میں اسلامی کالج' مدرسہ خسرویہ' سیکنڈری سکول' مدرسہ غازی عیسیٰ بک اور شہر میں "حرہ" نامی فاؤنڈیشن کے مراکز کو بند کر دیا گیا۔ یہاں بھی قرآن مجید کے حفظ کے مدرسے بند کر دیئے گئے۔ قدیم زبان کی جگہ سلادی زبان رائج کر دی گئی۔ انہیں سیاسی پارٹی یا جماعت تشکیل دینے کی اجازت تک نہیں تھی اور یوں عملاً مسلمانوں کو دوسرے درجے کا شہری بنا دیا گیا۔ دونوں عالم گیر جنگوں کے دوران یہاں کے مسلمان خاموشی کے ساتھ ترقی کرتے رہے اور اس طرح ان مسلمانوں میں ایک تعلیم یافتہ اور دانش ور طبقہ پیدا ہو گیا۔

۱۹۱۸ء میں سربیائی ریاست وجود میں آئی تو سربیائی حکمران پیٹر اول اور پیٹر دوئم نے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا۔ کروشیا کے ایک ممتاز سیاست دان نے ایک سربین شہری کے یہ الفاظ ریکارڈ کئے ہیں کہ "مسلمانوں کی ایک تہائی آبادی کو ترکی بھیج دیا جائے گا۔ ایک تہائی کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے گا اور ایک تہائی کو آباؤ اجداد کا مذہب قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔" اور پھر اس پالیسی پر اس شدت سے عمل کیا گیا۔ ۱۹۴۱ء سے لے کر ۱۹۴۵ء کا عرصہ مسلمانوں کے لئے قیامت خیز ثابت ہوا۔ ایک صحافی کے بقول "انہیں قریہ قریہ' گاؤں گاؤں ذبح کیا گیا اس کے باوجود یہ مسلمان اسلام سے منحرف ہوئے نہ عیسائی مذہب قبول کیا۔"

دوسری جنگ عظیم کے دوران جلاوطن یوگوسلاوی حکومت کے وزیر دفاع نے اپنے کمانڈروں کو یہ ہدایات دیں کہ "سربیا کی سرزمین پر غیر سربیائی باشندوں کو نشانہ بنایا جائے۔" اس ظالمانہ حکم کے بعد سرب نسل کے باشندوں نے جو یوگوسلاویہ کے

پسندیدہ لوگ

حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ متقی' غنی (قناعت پسند' خوددار) اور گمنام بندے کو پسند فرماتا ہے۔"

(مسلم، مشکوۃ)

دوسروں صوبوں میں بھی آباد ہیں اور فوج میں بھی ان کی اکثریت ہے۔ بڑے پیمانے پر دوسری نسلوں کا قتل عام شروع کر دیا۔ لیکن اس ساری کارروائی میں سب سے زیادہ نقصان مسلمانوں کا ہوا۔ سربیائی ہائی کمان کو ۱۳ فروری ۱۹۴۳ء کو جو رپورٹ پیش گئی اس میں اعداد و شمار کے حوالے سے بتایا گیا کہ ۲۰ دیہات نذر آتش اور ۱۲۰۰ مسلمان شہید کئے گئے۔ اس کے علاوہ ۸ ہزار دیگر افراد ہلاک ہوئے جن میں بوڑھے' عورتیں اور بچے بھی شامل تھے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد یوگوسلاویہ کے صدر مارشل ٹیٹو کی طرف سے بلغراد کو یوگوسلاویہ کا دارالحکومت بنانے کے اقدام سے بھی سربیائی باشندوں کو برتری حاصل رہی۔ مسلمانوں کو کافی عرصہ تک مجبور کیا جاتا رہا کہ وہ اپنے آپ کو سربیائی گروپوں میں ضم کر لیں۔ ۱۹۶۲ء میں کروشیائی نسل سے تعلق رکھنے والے مارشل ٹیٹو کو احساس ہوا کہ مسلمان بھی آبادی کا ایک بڑا حصہ ہیں چنانچہ ۱۹۶۳ء میں مسلمانوں کا الگ تشخص تسلیم کر لیا گیا۔ مگر مسلمان' کمیونسٹوں کی بالادستی کی وجہ سے عملی طور پر دوسرے درجے کے شہری رہے۔

بوسنیا میں مسلمان کل آبادی کا ۴۵ فیصد ہیں جبکہ سولہ فیصد کروشیائی باشندے ہیں۔ یہ دونوں مل کر آبادی کا دو تہائی حصہ بن جاتے ہیں۔ ایک تہائی آبادی سربیائی باشندوں پر مشتمل ہے جو عظیم تر سربیا کے حامی ہیں اور ریاست سربیا کے وفادار ہیں اور اس حالیہ خانہ جنگی میں جس میں اصل مدمقابل تو کروشیائی اور سربیائی تھے' مسلم اکثریت کی ریاست بوسینا میں بھی گوریلا

کارروائی ہونے کا امکان تھا۔ یورپی اقتصادی برادری نے سربیا کے خلاف سخت اقتصادی پابندیاں عائد کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ تاکہ سربیا کروشیا کے خلاف اپنی کارروائیاں بند کر دے تاہم اس کا فائدہ کروشیا کے علاوہ بوسینا کو بھی پہنچا۔ اس موقع پر سربیا نے پریشانی کا اظہار کئے بغیر کہا کہ اس کے دوست موجود ہیں اور اس سلسلے میں اسرائیل کا ذکر بھی کیا گیا۔

مسلم اکثریتی ریاست بوسنیا کی پارلیمنٹ نے حالات کی نزاکت کو دیکھ کر یوگوسلاویہ سے آزادی حاصل کرنے کا فیصلہ کیا اور اس طرح پارلیمنٹ نے بھاری اکثریت سے ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو آزادی کے حق میں فیصلہ دے دیا اور یوگوسلاوی فوج، جس میں سرب باشندوں کی اکثریت ہے، کے فوری حملے کے خطرے کے پیش نظر محض آزادی کا اعلان کیا اور خودمختار انتظامیہ قائم کر دی گئی۔ اس موقع پر بوسنیا میں سربیا پارٹی کے سربراہ نے بوسنیا کی پارلیمنٹ میں کھلے عام یہ اعلان کیا کہ "آپ کو سربیا کی پالیسی پر عمل کرنا ہو گا" اس اعلان سے سربیا کی اس خواہش اور دھمکی کا اظہار ہوتا ہے کہ بوسنیا کو سربیا میں ضم کر کے مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دیا جائے۔ کروشیا کے بعد اب سربیائی فوجیوں نے بوسنیا کے خلاف فوج کشی شروع کر رکھی ہے۔

مغرب اور امریکہ، روس کی تحلیل کے بعد 'بنیاد پرستی' کے فوبیا میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ یہی اندیشہ یورپ کو ہلکان کئے جا رہا ہے کہ یوگوسلاویہ میں بوسنیا کے مسلمانوں کی موجودگی یورپ میں اسلام کے فروغ کا باعث بنے گی۔ اس سلسلے میں ایران اور عراق کی مثال بھی دی جاتی ہے۔ جرمنی کو اگر اپنے ملک میں ترکوں کی بڑھتی ہوئی آبادی سے پریشانی لاحق ہے تو برطانیہ کو اپنے ملک کے مسلمانوں کی طرف سے قائم کردہ اسلامی پارلیمنٹ سے خطرہ نظر آ رہا ہے۔ فرانس میں قبول اسلام کے واقعات کی اوسط فرانس کے لئے پریشان کن ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے یورپ میں مسلم اکثریت کے کمیونسٹ ملک البانیہ کے بعد دوسری بڑی اسلامی مملکت کی ہر طرح سے مدد کی جائے اسلامی کانفرنس بوسنیا کو اپنا ممبر بنائے۔ اسلامی ممالک اقتصادی اور سفارتی امداد دیں۔ یورپ میں ایک اسلامی ملک کے قیام کے لئے مسلمان ممالک کو بالغ نظری اور اسلامی ہمدردی سے کام لیتے ہوئے مفید اور موثر اقدامات کرنے چاہئیں۔ مگر عالم اسلام اپنے اپنے مسائل میں الجھا ہوا ہے۔ ہر مسلم ملک عالم اسلام کے مفادات کو اپنے ملکی اور قومی مفادات پر قربان کر رہا ہے۔ اور ہر ایک ملک کسی نہ کسی اندرونی مسئلہ میں الجھا ہوا ہے اس صورت حال میں غیر مسلم ممالک میں بسنے والے مظلوم و مجبور مسلمان کس کی طرف دیکھیں اور کیا کریں؟ اس کا جواب دینا بے حس عالم اسلام کے ذمہ ہے۔

صفحہ نمبر ۵ سے آگے

پرامن انتقال اقتدار اور جماعت کا موقف

دونوں اداروں کی کوشش ہے کہ افغانستان میں مکمل اسلامی نظام حکومت تک اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔

جماعت الدعوۃ افغانستان کی سالمیت کو نقصان پہنچانے یا لسانی و نسلی بنیادوں پر تقسیم کی ہر کوشش کی، دوسرے مخلص مجاہدین کی طرح بھرپور مزاحمت کرے گی۔ ہم تمام افغان مجاہدین کو مجاہدینِ اسلام کی نظر سے دیکھتے ہیں کہ ان سب نے جہاد فی سبیل اللہ کیا ہے اور یہ سب اسلام کی سربلندی چاہتے ہیں۔ ہمیں کسی کی اخلاص پر شک نہیں۔ البتہ ہم تمام افغان مجاہدین سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس نازک مرحلہ میں قرآن و سنت سے رہنمائی حاصل کریں۔ افغانستان کے علماء کرام آگے بڑھ کر اسلام کی روشنی میں قوم کی رہنمائی کریں تاکہ شیطانی قوتوں کو مجاہدین کی صفوں کے اندر گھسنے کا موقعہ نہ مل سکے اور افغانستان میں مجاہدین کی مکمل اسلامی حکومت قائم ہو۔

غزوۂ اُحد

ماہِ شوّال کی مناسبت اور سورۂ آلِ عمران کے پس منظر میں

ایک قابل مطالعہ تحریر

بدر کی لڑائی میں اگرچہ مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی تھی لیکن اس جنگ کا مطلب یہ تھا کہ گویا مسلمانوں نے بھڑوں کے چھتے میں پتھر مارے تھے-بدر کی لڑائی پہلی لڑائی تھی جس میں مسلمانوں نے کفار کا مقابلہ ڈٹ کر کیا اور کفار کو شکست کھا کر واپس جانا پڑا۔ اس واقعہ نے سارے عرب کو مسلمانوں کے خلاف چوکنّا کر دیا تھا اور جو لوگ اس نئی تحریک کے دشمن تھے وہ تو اس واقعہ کے بعد اور زیادہ بھڑک گئے تھے پھر ادھر بدر کی لڑائی میں مکے کے جو سردار مارے گئے تھے ان کے خون کا بدلہ لینے کے لئے ہزاروں دل بے چین ہو گئے تھے۔ عرب میں کسی ایک شخص کا خون اکثر پُشتوں تک لڑائی کا سبب بنا رہتا تھا اور یہاں تو ایسے بہت سے لوگ مارے گئے تھے جن کے خون کی قیمت سینکڑوں سے بھی ادا نہ ہو سکتی تھی ہر طرف طوفان کے آثار دکھائی دیتے تھے یہود کے وہ قبیلے جن سے اس سے پہلے معاہدے ہو چکے تھے انہوں نے بھی ان معاہدوں کا کوئی پاس اور لحاظ نہیں کیا اور باوجود اس کے کہ ان لوگوں کو خدا' رسالت' آخرت اور کتاب پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرنے کے لحاظ سے مسلمانوں سے زیادہ قریب ہونا چاہئے تھا لیکن ان کی ہمدردیاں ایک دم قریش کے مشرکین کے ساتھ وابستہ ہو گئیں اور انہوں نے کھلم کھلا مشرکوں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لئے ابھارنا شروع کر دیا خصوصاً بنی نضیر کا ایک سردار کعب بن اشرف تو اس معاملے میں انتہا سے زیادہ کمینگی اور اندھی دشمنی پر اتر آیا۔ چنانچہ یہ اندازہ ہو گیا کہ یہودی نہ تو پڑوسی ہونے کا کوئی لحاظ کریں گے اور نہ ان معاہدوں کا کوئی پاس کریں گے جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے تھے۔

ابو سلیم عبد الحیٔ

ان حالات میں مدینے کی چھوٹی سی بستی چاروں طرف سے خطرے میں گھر گئی تھی۔ نیز اندرونی طور پر بھی مسلمانوں کی حالت ایک تو یوں ہی کمزور تھی اب جنگ کے بعد انہیں اور بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔

مکے کے مشرکین کے دلوں میں مسلمانوں سے بدلہ لینے کی آگ بھڑک رہی تھی چنانچہ ان کے کتنے ہی بڑے بڑے سرداروں نے بدلہ لینے کی قسمیں کھا رکھی تھیں۔ ہر قبیلہ جوش اور غصے سے بھرا ہوا تھا کہ ان حالات میں یہود کی طرف سے مکے والوں کو جنگ پر ابھارنے کی کوششوں نے آگ پر تیل ڈالنے کا کام کیا اور ابھی بدر کی لڑائی کو مشکل سے سال بھر گزرا تھا کہ یہ خبریں مدینہ پہنچنے لگیں کہ مکے کے مشرکین ایک بہت زبردست لشکر لے کر مدینہ پر حملے کے لئے بالکل تیار ہو چکے ہیں۔

قریش کی پیش قدمی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال ۳ ھ کے پہلے ہفتہ میں دو صاحبان کو صحیح خبر لانے کے لئے روانہ کیا انہوں نے آکر اطلاع دی کہ قریش کا لشکر مدینہ کے قریب ہی آگیا ہے اور مدینے کی ایک چراگاہ ان کے گھوڑوں نے صاف بھی کر ڈالی ہے اب نبی

صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے مشورہ کیا کہ کیا لشکر کا مقابلہ مدینے میں ٹھہر کر کیا جائے یا باہر نکل کر جنگ کی جائے؟ بعض صحابہؓ کی رائے تھی کہ مقابلہ مدینے میں ہی کیا جائے۔ لیکن کچھ نوجوان جو شہادت کے شوق سے بے تاب تھے اور جنہیں بدر کی لڑائی میں لڑنے کا موقعہ نہ ملا تھا اس پر مصر تھے کہ نہیں مقابلہ میدان میں نکل کر کیا جائے۔ آخر کاران کے اصرار کو دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فیصلہ فرمایا کہ باہر نکل کر جنگ کی جائے۔

منافقوں کا دھوکہ

قریش نے مدینہ کے قریب پہنچ کر احد کی پہاڑی پر اپنا پڑاؤ ڈالا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ایک دن بعد جمعہ کی نماز پڑھ کر ایک ہزار صحابہ کے ساتھ شہر سے روانہ ہوئے ان میں عبداللہ ابن ابی بھی تھا جو اگرچہ بظاہر مسلمان ہو چکا تھا۔ اس کے زیر اثر اور بھی بہت سے منافق مسلمانوں کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ کچھ دور جا کر عبداللہ ابن ابی اپنے ساتھ تین سو لوگوں کو توڑ کر الگ ہو گیا۔ اور اب صرف ۷۰۰ صحابہ باقی رہ گئے۔ ایسے نازک موقعہ پر اس کی یہ حرکت ایک بہت سخت نفسیاتی حربہ تھا لیکن جن مسلمانوں کے دل اللہ پر ایمان، آخرت کے یقین، اور راہ حق میں شہید ہونے کے شوق سے پر تھے ان پر اس واقعہ کا کوئی ناگوار اثر نہیں ہوا اور اب یہ بچے ہوئے مسلمان ہی اللہ کے بھروسہ پر آگے بڑھے۔

نوجوانوں کا جوش

اس موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کا جائزہ لیا اور جو کم سن تھے انہیں واپس فرما دیا۔ ان نوجوانوں میں رافع اور سمرہ نامی دو نوعمر بھی تھے نوعمروں کو جب فوج سے الگ کیا جانے لگا تو رافعؓ اپنے پنجوں کے بل کھڑے ہو گئے تاکہ قد میں کچھ اونچے دکھائی دینے لگیں اور لے لئے جائیں ان کی یہ ترکیب چل گئی۔ لیکن سمرہؓ کو شرکت کی اجازت نہ ملی تو اس پر انہوں نے کہا کہ جب رافعؓ لئے گئے ہیں تو مجھے بھی اجازت ملنی چاہئے میں تو ان کو کشتی میں پچھاڑ لیتا ہوں چنانچہ ان کے دعویٰ کے ثبوت کے لئے دونوں میں کشتی کرائی گئی اور جب انہوں نے رافعؓ کو پچھاڑ لیا تو وہ بھی فوج میں لے لئے گئے۔ یہ ایک چھوٹا سا واقعہ ہے لیکن اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا کس درجہ جذبہ موجود تھا۔

فوج کی ترتیب

احد کا پہاڑ مدینہ سے تقریباً ۴ میل کے فاصلہ پر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج کو اس طرح لگایا کہ پہاڑ پشت پر تھا اور قریش کا لشکر سامنے۔ پشت کی طرف صرف ایک درّہ ایسا تھا جس سے پیچھے کی طرف سے حملہ ہونے کا ڈر تھا۔ وہاں آپ نے عبداللہؓ بن جبیر کو پچاس تیر انداز دے کر مقرر کر دیا اور ہدایت فرما دی کہ "کسی کو اس درے کے راستے سے آنے نہ دینا اور تم یہاں سے کسی حال میں نہ ہٹنا اگر تم دیکھو کہ پرندے ہماری بوٹیاں نوچ لئے جاتے ہیں تب بھی تم اپنی جگہ نہ چھوڑنا۔

قریش کا ساز و سامان

قریش اس موقعہ پر بڑے سازوسامان سے آئے تھے تقریباً ۳ ہزار کی جمعیت اور جنگ کا کافی سامان تھا عربوں میں جس جنگ میں عورتیں شامل ہوتی تھیں اس میں وہ جان پر کھیل کر لڑتے تھے۔ انہیں یہ خیال ہوتا تھا کہ اگر لڑائی میں ہار ہو گئی تو عورتوں کی بے عزتی ہو گی اس لڑائی کے موقعہ پر بہت سی عورتیں بھی فوج کے ساتھ تھیں ان میں سے بہت سی تو وہ تھیں جن کے بیٹے اور عزیز بدر کی لڑائی میں مارے گئے تھے اور انہوں نے منتیں مانی تھیں کہ وہ ان کے قاتلوں کا خون پی کر دم لیں گی۔

لڑائی کی ابتدا

قریش نے اپنی فوج کو بہت اچھی ترتیب دی تھی۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو سب سے پہلے قریش کی عورتوں نے دَف پر جوش اور غیرت دلانے والے اشعار پڑھنا شروع کئے تاکہ لڑنے والوں میں بدر کے مقتولین کا غم اور ان کے خون کا بدلہ لینے کا جوش خُوب ابھر آئے۔ اس کے بعد لڑائی شروع ہوئی۔ شروع میں مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا اور قریش کی فوج کے بہت سے لوگ مارے گئے ان کی فوج میں ابتری پھیل گئی اور مسلمان یہ سمجھے کہ انہوں نے میدان مار لیا۔ چنانچہ انہوں نے اس ابتدائی فتح کو آخری حد تک پہنچانے کے بدلے مال غنیمت لوٹنا شروع کر دیا۔ ادھر جو لوگ دَرّے کی حفاظت پر لگائے گئے تھے انہوں نے جب دیکھا کہ مسلمان لوٹنے میں لگے ہوئے ہیں اور دشمن کے پیر اکھڑ گئے ہیں تو وہ سمجھے کہ لڑائی کا خاتمہ ہو چکا ہے اور وہ بھی مال غنیمت لوٹنے کے لئے لپکے۔ ان کے سردار حضرت عبداللہؓ بن جبیر نے انہیں روکا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یاد دلایا مگر سوائے چند آدمیوں کے اور کوئی نہ رکا۔

قریش کا عقب سے حملہ

خالد بن ولیدؓ نے جو اس وقت کافروں کے لشکر کے ایک رسالے کی کمان کر رہے تھے اس موقعہ سے فائدہ اٹھایا اور پہاڑی کا چکر کاٹ کر پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ حضرت عبداللہ ابن جبیرؓ اور ان کے چند ساتھی جو درے کی حفاظت کے لئے باقی رہ گئے تھے انہوں نے مقابلہ بھی کیا لیکن وہ کافروں کے اس ہلے کو روک نہ سکے اور شہید ہو گئے۔ دشمن یکایک پیچھے سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ ادھر جو بھاگتے ہوئے لوگوں نے یہ رنگ دیکھا تو وہ بھی پلٹ پڑے اور اب دونوں طرف سے مسلمانوں پر حملہ ہو گیا۔ اس صورت حال نے مسلمانوں کو ایسا بوکھلا دیا کہ ایک دم لڑائی کا پانسہ پلٹ گیا اور مسلمان تتر بتر ہو کر ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ انتہا یہ کہ گھبراہٹ میں خود مسلمانوں کے ہاتھ سے مسلمان شہید ہو گئے اور اسی گھبراہٹ میں یہ غلط افواہ اڑ گئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے۔ اس خبر سے صحابہ کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے اور کتنے ہی لوگوں نے ہمت ہار دی۔

اللہ کی مدد اور فتح

اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دس بارہ صحابہ اپنے گھیرے میں لئے ہوئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زخمی بھی ہو چکے تھے صحابہؓ آپؐ کو لے کر ایک پہاڑی کی طرف آ گئے اور عین وقت پر مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بصحت و عافیت موجود ہیں چنانچہ وہ پھر سمٹ کر آپ کے گرد جمع ہوئے لیکن اس موقع پر معلوم نہیں کیا صورت پیش آئی اور کس طرح کافروں کے منہ لڑائی سے مڑ گئے اور وہ اپنی جیت کو مکمل کئے بغیر میدان چھوڑ کر واپس چلے گئے۔

جب کفار کئی منزل دور چلے گئے تو انہیں ہوش آیا اور انہوں نے آپس میں کہا کہ یہ ہم نے کیا غلطی کی کہ مسلمانوں کی طاقت کو بالکل ختم کر دینے کا جو موقعہ ہاتھ آیا تھا اسے اس طرح کھو دیا اور یوں ہی لوٹ آئے۔ چنانچہ انہوں نے ایک جگہ ٹھہر کر مشورہ کیا کہ اب مدینے پر دوبارہ حملہ کرنا چاہئے لیکن پھر ہمت نہ پڑی اور مکے واپس چلے گئے ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ خیال تھا کہ کہیں دشمن پھر نہ پلٹ پڑے چنانچہ آپ نے بھی مسلمانوں کو جمع کر کے فرمایا کہ کفار کا پیچھا کرنا چاہئے یہ بڑا نازک موقع تھا مگر جو لوگ سچے مومن تھے۔ وہ اللہ کے بھروسے پر پھر جان قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام حمراء الاسد تک دشمن کے پیچھے گئے یہ مقام مدینے سے کوئی ۸ میل کے فاصلے پر ہے لیکن جب معلوم ہوا کہ قریش مکہ واپس روانہ ہو گئے تو آپ بھی مدینہ واپس تشریف لے گئے۔

رحماء بینھم

تعلیماتِ قرآن کی رُو سے مسلمانوں کا سب سے بڑا وصف اور پہچان یہ ہے کہ وہ آپس میں رحماء بینھم کے مصداق ہوتے ہیں۔ اللہ سے ڈرنے والے اور آخرت کی جوابدہی کے احساس سے لرزہ براندام اللہ کی پسندیدہ مخلوق ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے افغان مجاہدین نے اپنی قوت ایمانی سے الحادی نظریات کے شاخسانوں کو جلایا۔ ماضی کی سوویت یونین بلکہ دنیا میں کمیونزم کے دور کو بفضلِ خدا قیامت تک انسان کی حماقتوں، ظلم اور جبر کا دور تصور کیا جائے گا۔ جس طرح کسی عجائب گھر میں ہم ماضی کی اقوام کے ظروف سے ان کے طرزِ بود و باش کا اندازہ کرتے ہیں اور آج کے مقابلے میں ان کے پسماندہ اوزار دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ اسی طرح نظریات کی دنیا کے عجائب خانے میں کمیونزم کے دور کو مستقبل کی نسلیں، دنیا کے بڑے حصے پر ظلم و ستم اور جبر کی داستانوں کی وجہ سے انسانی توہین کے دَور سے موسوم کریں گی۔

انسانی تذلیل کی اس تاریخ میں صرف اور صرف افغان مجاہدین کے جہاد کو مقدس جہاد کے نام سے یاد کیا جائے گا۔ جنہوں نے روسی جارحیت کے آگے ڈٹ کر انسان کے مستقبل کو بے خدا نظاموں سے نجات دلائی۔ انسانی تذلیل کو عزت و شرف میں بدل دیا۔ سابق سوویت یونین کی بے زبان ریاستوں کو آزادی کی نعمت سے مالامال کیا تو عالم اسلام کی موجودہ نسلوں کا ایمان اور بھی مضبوط ہو گیا۔ ماضی کی پُرافتخار تاریخ پر مغرور ہونے کی بجائے عالم اسلام کے نوجوانوں نے قرآن ہاتھوں میں اٹھایا، جس کے نتیجے میں ماضی ہی کی طرح پُرافتخار تاریخ رقم ہو رہی ہے۔ اسلامی انقلاب کے اس سیل رواں کو اب کوئی بھی نہیں روک سکتا۔ اسلامی انقلاب اللہ کی ذات پر کامل ایمان و ایقان کی منادی اور رسالت کی تصدیق ہے۔ انسان کو انسان کی غلامی سے نجات دے کر اللہ تعالیٰ کی بندگی میں داخل ہونے کا مژدہ ہے۔

اپنی ہی خاکستر سے عالم اسلام کی نئی نشوونما ہو گی۔ ایک جہان نو ہو گا، اور یہ دنیا فی ظلال القرآن ہو گی۔ افغان جہاد نے عالم اسلام کو جدوجہد کی نئی جہتیں دی ہیں۔ دنیا کو اس اسلامی جہاد کے فیوض و برکات اور اثرات دیکھنے کا انتظار ہے۔۔۔۔۔ آج ایک نہایت اہم مرحلہ درپیش ہے۔۔۔ اگر صحیح فیصلہ کیا گیا تو مسلمانوں کے ایمان اور بڑھ جائیں گے۔ غیر مسلموں کو بھی اسلام کی صداقتوں پر یقین آ جائے گا۔ اسلام سے متعلق ان کی غلط فہمیاں ماند پڑ جائیں گی۔ اگر اس نازک موڑ پر خودغرضی کی وجہ

کفر کی سازشوں اور منصوبوں کو ناکام بنانے کے لئے قرآن و سنت سے حاصل شدہ مومنانہ بصیرت سے کام لیں۔

احد کی لڑائی میں ستر صحابہؓ شہید ہوئے ان میں زیادہ تر انصار تھے مدینے کا ہر گھر ماتم کدہ بنا ہوا تھا۔ اس موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ ماتم کرنا اور نوحہ کر کے رونا پیٹنا مسلمان کی شان نہیں۔

ابتدائی شکست کے اسباب اور مسلمانوں کی تربیت

احد کی لڑائی میں مسلمانوں کو جیت کے بعد جو شکست ہوئی اس میں اگرچہ منافقوں کی تدبیروں اور چالوں کو بھی بڑا دخل تھا مگر ساتھ ہی ساتھ مسلمانوں کی اپنی کمزوریوں کا بھی حصہ کچھ کم نہ تھا۔ تحریک اسلامی جس قسم کا مزاج بنانا اور اپنے کارکنوں کی جیسی تربیت کرنا چاہتی ہے اس کے لئے ابھی پورا موقع نہیں ملا تھا اللہ کی راہ میں جان کی بازی لگانے کا یہ دوسرا ہی موقع تھا اور اس موقع پر کچھ نہ کچھ کمزوریوں کا اظہار ہوا۔ مثلاً (۱) مال کی محبت میں ڈیوٹی کو چھوڑ دینا' (۲) اپنے ذمہ دار کے احکام کی نافرمانی کرنا' (۳) دشمن کی طاقت کو ختم کرنے سے پہلے مال غنیمت کی طرف متوجہ ہو جانا وغیرہ۔ اس لئے اس جنگ کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے جنگ کے حالات پر ایسا تبصرہ فرمایا جس میں اسلامی نقطہ نظر سے مسلمانوں کے اندر جو کوتاہیاں باقی رہ گئی تھیں ان میں سے ایک ایک کو ظاہر کیا اور اسی سے متعلق ضروری ہدایات دیں۔ یہ ہدایات سورۃ آل عمران کے آخری حصے میں ملتی ہیں۔ ان میں سے چند کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔ تاکہ ایک بار پھر یہ اندازہ ہو سکے کہ اسلامی تحریک میں جنگ کا مقام کیا ہے اور اسلامی نقطۂ نظر سے جنگ کے واقعات اور حالات پر کس طرح روشنی ڈالی جاتی ہے۔

توکل

مسلمان جب مقابلے کے لیے چلے تو ان کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی جب کہ دشمن کی تعداد تین ہزار تھی اس پر بھی کچھ دور جا کر تین سو منافقین ایک دم الگ ہو گئے۔ اور اب مسلمان ۷۰۰ ہی رہ گئے۔ لڑائی کا سامان بھی کم تھا اور اب ایک تہائی فوج بھی کم ہو گئی۔ اسی نازک موقع پر کچھ لوگوں کے دل ٹوٹنے لگے۔ اس وقت صرف اللہ پر ایمان اور اس کی مدد پر بھروسہ ہی تھا جو مسلمانوں کو دشمن کے مقابلے کے لیے لے گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اس موقع پر جو تسلی دی تھی اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے:

"یاد کرو جب تم میں سے دو گروہ بزدلی دکھانے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ حالانکہ اللہ انکی مدد کے لیے موجود تھا اور مومنوں کو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے آخر اس سے پہلے بدر کی لڑائی میں اللہ تمہاری مدد کر چکا ہے حالانکہ تم بہت کمزور تھے۔ لہٰذا تم کو چاہئے کہ اللہ کی ناشکری سے بچو امید ہے کہ اب تم شکر گزار بنو گے۔ یاد کرو جب تم (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) مومنوں سے کہہ رہے تھے کیا تمھارے لیے یہ بات کافی نہیں کہ اللہ تین ہزار فرشتے اتار کر تمھاری مدد کرے بے شک اگر تم صبر کرو اور خدا سے ڈرتے ہوئے کام کرو تو جس وقت دشمن تمھارے اوپر چڑھ کر آئیں گے۔ اس وقت تمہارا رب پانچ ہزار فرشتوں سے تمھاری مدد کرے گا۔ یہ بات اللہ نے تمہیں اس لیے بتا دی ہے کہ تم خوش ہو جاؤ اور تمہارے دل مطمئن ہو جائیں۔ فتح و نصرت جو کچھ بھی ہے اللہ کی طرف سے ہے۔ جو بڑی قوت والا اور دانا و بینا ہے" (آل عمران آیت ۱۲۲ تا ۱۲۶)

مسلمانوں کو آخری طور پر سمجھا دیا گیا کہ دراصل مادی قوت پر بھروسہ مسلمان کا کام نہیں اس کی قوت کا اصل سرچشمہ اللہ پر ایمان اور اس کی مدد پر بھروسہ ہے۔

مال کی محبت

احد میں شکست کا بڑا سبب یہ تھا کہ مسلمان عین لڑائی کے موقعہ پر مال کی محبت میں گرفتار ہو گئے اور دشمن کو پوری طرح مار بھگانے سے پہلے مال کی طرف متوجہ ہو گئے یہاں تک کہ جن لوگوں کے ذمہ دَرے کی حفاظت تھی ان سے اس بارے میں کوتاہی ہو گئی اور اس طرح لڑائی کا پانسہ پلٹ گیا۔ چنانچہ اللہ

تعالیٰ نے مسلمانوں کے دلوں سے مال کی محبت نکالنے کے لیے اسی موقع پر مال کی محبت پیدا کرنے والے ایک سب سے بڑے سبب کو بھی ختم فرمایا یعنی اسی موقعہ پر سود کو حرام ٹھرایا۔ سود کے کاروبار کرنے والوں کے دلوں میں مال کی محبت ایسی رچ بس جاتی ہے کہ وہ ان کو کسی اونچے کام کے لائق نہیں چھوڑتی۔ اسی سے ایک طبقہ میں لالچ، بخیلی، خودغرضی اور مال کی محبت پیدا ہوتی ہے اور دوسرے طبقے میں نفرت، غصہ اور بغض وحسد پیدا ہوتا ہے۔

کامیابی کی ضمانت

اگر ہمتوں کو بلند رکھنے کے لیے کوئی محرک موجود نہ ہو تو ناکامی کے بعد ہمتوں میں کمی آہی جاتی ہے۔ احد میں مسلمانوں کو شکست ہوئی تھی، ہو سکتا تھا کہ کچھ لوگوں کے دل ٹوٹنے لگتے، تو اس موقع پر مسمانوں کو ضمانت دی گئی کہ تم کو نہ کم ہمت ہونا چاہئے اور نہ غم کرنا چاہئے جیت تمہاری ہی ہو گی بشرطیکہ تم مومن ہو۔ تم ایمان پر قائم رہو اور اس کے تقاضے پورے کرتے رہو تمہارا اتنا ہی کام ہے اس کے بعد تم کو سربلند کرنا اور فکر اور غم سے نجات دینا اللہ کا کام ہے۔ رہ گئیں یہ وقتی طور پر کچھ تکلیفیں اور یہ شکست، تو تمہارے مقابل گروہ کو بھی ایسی ہی مصیبتیں آیا کرتی ہیں۔ جب وہ باطل پر ہوتے ہوئے ہمت نہیں ہارتے تو تم حق پر ہوتے ہوئے کیوں فکر کرتے ہو تم تو جنت کے خواہاں ہو تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم جنت میں یوں ہی چلے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو جانچا ہی نہیں کہ تم میں سے کون اس کی راہ میں جانیں لڑانے والے ہیں۔ اور کون اس کی خاطر ناخوشگوار حالات پر صبر کرنے والے ہیں۔

(آل عمران آیت ۱۳۹ تا ۱۴۲)

اسلامی تحریک کا اصل محرک

یوں تو ہر تحریک میں کوئی نہ کوئی مرکزی شخصیت اس تحریک کی جان ہوتی ہے۔ لیکن اصولی تحریکوں کی بقاء اور ترقی کا مدار کبھی بھی کسی شخصیت پر نہیں ہوتا بلکہ ان اصولوں کی پختگی اور

چور بن کر داخل ہوا اور ڈاکو بن کر نکلا

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس کسی کو دعوت دی گئی اور اس نے قبول نہ کی تو اس نے اللہ اور رسولؐ کی نافرمانی کی اور جو بن بلائے کسی دعوت میں پہنچ گیا تو وہ (درحقیقت) چور بن کر داخل ہوا اور ڈاکو بن کر وہاں سے نکلا۔"

(مشکوۃ، ابوداؤد)

صداقت پر ہوتا ہے جسے وہ تحریک لے کر اٹھی ہے۔ اسلامی تحریک کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کی شخصیتیں جتنی اہم ہوتی ہیں اس کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں۔ لیکن چونکہ یہ تحریک ایک اصولی تحریک ہے اور اس کی بقاء اور ترقی کا مدار خالص ان اصولوں کی قوت پر ہوتا ہے جو اسلام پیش کرتا ہے اس لئے مسلمانوں کو یہ بات بتانا بھی ضروری تھا کہ کہیں ان کے ذہنوں کے کسی گوشے میں یہ بات نہ پڑی رہ جائے کہ جب تک نبی کا مبارک وجود ان کے درمیان موجود ہے اسی وقت تک وہ اللہ کے دین کا علم بلند کریں گے لیکن اگر کسی وقت وہ اس ذات مبارک (صلی اللہ علیہ وسلم) کی براہ راست رہنمائی سے محروم ہو جائیں تو وہ اس راہ سے ہٹ کر کوئی اور راہ اختیار کرلیں گے چنانچہ احد کے میدان میں جب یہ غلط خبر مشہور ہو گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے تو کچھ مسلمانوں کے دل چھوٹ گئے اور انہوں نے سوچا کہ جب حضور ہی کا سایہ اٹھ گیا تو اب لڑکر کیا کریں گے اس خیال کی اصلاح کے لئے اس موقع پر انہیں یہ سمجھایا گیا کہ دیکھو:

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے اور رسول بھی گزر چکے ہیں پھر کیا اگر

وہ مرجائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم لوگ الٹے پاؤں پھر جاؤ گے یاد رکھو جو الٹا پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا۔ البتہ جو اللہ کے شکرگزار بندے بن کر رہیں گے انہیں وہ اجر دے گا۔

(آل عمران آیت ۱۴۴)

تم نے جس دین کو سوچ سمجھ کر اختیار کیا ہے اس پر قائم رہنے اور اسے قائم کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ اللہ کے نبی ہمیشہ تمہارے ساتھ موجود رہیں بلکہ یہ تو تمہاری اپنی فلاح و بہبود کا سودا ہے۔ اس پر قائم رہو گے تو خود ہی کچھ پاؤ گے اور اس دین کی اصل قوت وہ سچائی ہے جسے یہ پیش کرتا ہے۔ اس کی سربلندی کا مدار نہ تمہاری قوتوں پر ہے اور نہ کسی خاص شخصیت پر۔

کمزوری کی جڑ

انسان کی تمام کمزوریوں کی جڑ موت کا ڈر ہے۔ اس موقعہ پر انہیں یاد دلایا گیا کہ موت کے ڈر سے بھاگنا بالکل فضول ہے۔ کوئی جاندار اس وقت تک مر نہیں سکتا۔ جب تک اس کی موت کا وقت نہ آجائے اللہ کے اس مقرر کئے ہوئے وقت سے پہلے نہ کوئی مر سکتا ہے اور نہ اس کے بعد ایک لمحہ کے لئے جی سکتا ہے۔ لہٰذا تم کو موت سے بچنے کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں، فکر اس بات کی ہونا چاہئے کہ زندگی کی جو مہلت ملی ہوئی ہے وہ کس چیز میں صرف ہو رہی ہے دنیا کمانے میں یا آخرت حاصل کرنے میں؟ اس لئے جو شخص دنیا کمانے کے لئے اپنی محنتیں لگا دیتا ہے تو پھر اسے جو کچھ ملتا ہے اسی دنیا میں مل جاتا ہے۔ لیکن جو آخرت کے ثواب کے لئے کام کرتا ہے تو پھر اسے اللہ تعالیٰ آخرت کا ثواب دے گا۔ جن لوگوں کو اللہ کا دین قبول کرنے، اس پر قائم رہنے اور اس کو قائم کرنے کی نعمت حاصل ہو چکی ہے انہیں اس سب سے زیادہ قیمتی نعمت کی قدر کرنا چاہئے اور اس کی خاطر اپنا سب کچھ لگا دینا چاہئے اس کا نتیجہ اچھا ہی نکلے گا آخرت کی دائمی کامیابی ان کے حصے میں آئے گی۔ اور اللہ کی اس نعمت کا شکر ادا کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنی بہترین نعمتوں سے نوازے گا اور وہ اپنے مالک سے بہترین جزا پائیں گے۔

صفحہ نمبر۱۹ سے آگے

آمرین دور حاضر کی خدمت میں

ذریعے مسلمانوں کی نسل تک کو اگر ختم کرسکنے کی طاقت نہیں رکھتے تو کم از کم انہیں دنیا میں سر اٹھانے کے قابل بھی نہیں دیکھنا چاہتے۔ یہی وجہ ہے کہ جو بھی افتاد گرتی ہے وہ مسلمانوں پر اور جو بھی قانون بنتا ہے وہ انہیں دبانے کی خاطر اور جو بھی ان کا منصوبہ تیار ہوتا ہے وہ انہیں نہتا کرنے کیلئے۔

لیکن تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے ہر قسم کی ناگفتہ بہ حالت اور مایوسی کے عالم میں قرآنی آیات ہر روز اپنے اندر مسلمانان عالم کے لئے بشارت کا پیغام لاتی ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ مندرجہ بالا آیات ہمیں اپنی روشنی میں یہ پیغام دے رہی ہیں کہ اگر کل کے آمر صوت موسیٰؑ کو دبا نہیں سکے تو آج کے آمر بھی صوت حق کو دبا نہ سکیں گے اور ـــــ واحد عالمی طاقت بننے کے خواب دیکھنے والے نااہل حکمران قوانین الٰہیہ سے بے خبر اور مسلمانوں سے خائف ہو کر امن عالم کو پارہ پارہ کرنے اور اپنے منصب کے تحفظ کیلئے جس قدر بھی ظلم کریں گے اس قدر مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ اپنا خصوصی احسان فرمائیں گے اور ان کی غیبی امداد کریں گے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب ان کے ہی پہلو سے موسیٰؑ صفت لوگ اٹھیں اور آمرین دور حاضر کو مکافات عمل سے دوچار کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے کہ مظلوم کوئی بھی ہو وہ اس کی مدد کرتا ہے۔ چہ جائیکہ مظلوم بھی ہر جگہ وہی لوگ ہوں جنہیں صرف اس بات کی سزا دی جا رہی ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کیوں نام لیتے ہیں۔

اٹھو! پھر سے نئے اِک دَور کا آغاز تو دیکھو

○ابوذالکفل

جبینِ صبحِ صادق پر نئے انداز تو دیکھو
اُدھر دَیر و کلیسا کے شکستہ ساز تو دیکھو
نئی صبحوں نئی شاموں کے کھُلتے راز تو دیکھو
اُٹھو! پھر سے نئے اِک دَور کا آغاز تو دیکھو

ہیں قصے ماوراءالنہر کے اب پھر زبانوں پر
اُتر آیا ہے نورِ نصرتِ حق پھر فغانوں پر
ہے طاری زلزلہ سا کفر کے تاریک خانوں پر
اُٹھو! پھر سے نئے اِک دَور کا آغاز تو دیکھو

اَذانیں گونج اُٹھی ہیں پھر بخارا کی ہواؤں میں
سُنو تو رشید کے نغمے ثمرقند کی فضاؤں میں
ہوئی بیدار روحِ حریت پھر نئے نواؤں میں!
اُٹھو! پھر سے نئے اِک دَور کا آغاز تو دیکھو

کنڑ میں اک مجاہد نے امارت کی بنا ڈالی،
لہو سے آبیاری باغ کی کرتا رہا مالی،
شہادت کا ملا آخر اسے بھی رتبہ عالی،
اُٹھو! پھر سے نئے اِک دَور کا آغاز تو دیکھو

مجاہد نے بنائی ہے نئی کشمیر کی دُنیا
کلاشنکوف میں بدلی ہے اب شمشیر کی دُنیا
بنی میزائل و راکٹ تفنگ و تیر کی دُنیا
اُٹھو! پھر سے نئے اِک دَور کا آغاز تو دیکھو

جنازہ اُٹھ چکا جمہوریت کا الجزائر میں
چلا آتا ہے پھر قرآں نظائر میں بصائر میں
کرو پیدا جگر شاہین کا ہر ایک طائر میں،
اُٹھو! پھر سے نئے اِک دَور کا آغاز تو دیکھو

انقلابی پیغام

مولانا ابوالکلام آزادؒ

> مولانا کی یہ تحریر ان کے قلم کا ادبی شہہ کار بھی ہے اور امتِ مسلمہ کی بے عملی کے بارے میں ان کے احساسات کی آئینہ دار بھی۔ اس مضمون میں مولانا کا قلم انسانی قلب و شعور کو جھنجوڑتا بھی ہے اور تڑپاتا بھی ہے اور یہی خاصیت اس مضمون کو زندۂ جاوید کر گئی ہے۔ اسے جب بھی پڑھا جائے اس کی اثر انگیزی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ (ادارہ)

پھر چھیڑا حسن نے اپنا قصہ!
بس آج کی شب بھی سو چکے ہم

کیا دنیا میں جس طرح بہار و خزاں کے موسم آتے ہیں ربیع و خریف کی ہوائیں چلتی اور جاڑے اور گرمیوں کا سورج بدلتا ہے اسی طرح دلوں کی شورشوں کا بھی کوئی موسم ہے؟ روحوں کی بے قراری کی بھی کوئی فصل ہے؟ دیوانگی اور سراسیمگی کا بھی کوئی وقت ہے جس کی ہوائیں چلتی ہیں اور جس کے بادل نمودار ہوتے ہیں؟

میں نہیں جانتا کہ ایسا ہو مگر میں پاتا ہوں کہ میرے دل کی دیوانگی ٹھہر ٹھہر کے اٹھتی اور میری روح کی شورش گزر گزر کے لوٹتی ہے میں کچھ عرصہ سے اس دریا کی مانند' جو اتر گیا ہو' چپ تھا لیکن اس سمندر کی مانند جس کی تہہ سے موجیں جوش مار رہی ہوں' پھر آہوں سے بھر گیا ہوں اور فریادوں سے معمور ہو گیا ہوں۔ شورشوں سے لبریز ہوں اور دیوانگیوں کے سر جوش سے میرا ساغرِ ضبط چھلک گیا ہے۔

آج مجھے پھر اس خاک کی تلاش ہے جس کو اپنے سرد چہرے پر اُڑا سکوں' پھر ان کانٹوں کی جستجو ہے جن کو اپنے دل و جگر میں چبھو سکوں' میں دیوانوں کا متلاشی ہوں اور مجھے بے چاروں کی بستی کی ضرورت ہے۔ میں ہوشیاری سے اکتا گیا ہوں اور تندرستی نے مجھے عاجز کر دیا۔ آہ میں چاہتا ہوں کہ جی بھر کے روؤں اور جس قدر چیخ چیخ کے نالہ و فریاد کر سکتا ہوں کرتا رہوں۔

میری چیخیں تمہارے عیش و نشاط کو مکدر کر دیں میرا نالہ و بکا تمہارے عیش کدوں کو ماتم کدہ بنا دے میری آہوں سے تمہارے دلوں میں ناسور پڑ جائیں۔ میری شورشِ غم سے تمہارے چہروں کی مسکراہٹ معدوم ہو جائے۔ تم کو غم و ماتم سے بھر دوں میں تم کو درد و حسرت کا پتلا بنا دوں۔ تمہاری آنکھیں ندیوں کی طرح بہ جائیں۔ تمہارا دل تنور کی طرح بھڑک اٹھے۔ تمہاری زبانیں دیوانوں کی طرح چیخ اٹھیں اور تمہاری غفلت عیش اور دوری نشاط کی وہ بستی جو مدتوں سے برابر چلی آتی ہے اس طرح اجڑ جائے کہ پھر کبھی آباد نہ ہو۔

روئے بازار مراد امروز عرفی با من ست
دیدۂ ترمی فروشم دامن ترمی خرم

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کی نیند اگر موت کی نیند نہ ہو تو کبھی نہ کبھی ضرور ختم ہوتی ہے اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ سونے والا کبھی نہ جاگے پھر بعضوں کی نیند ہوتی ہے کہ ذرا سی آواز ان کو جگانے کے لئے کافی ہوتی ہے۔ بعض کی ان سے سخت ہوتی ہے تو ان کے لئے چیخنے اور شور مچانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض ان سے بھی زیادہ غفلت کی نیند سونے والے ہوتے ہیں تو ان کو جھنجوڑنے اور ہلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

اور اگر سونے والے کے جاگ اٹھنے کے لئے یہ بھی بیکار ہو تو پھر ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ بھونچال آ جائے۔ آتش فشاں پہاڑ پھٹ اٹھیں۔ پہاڑوں کے ٹکرانے کے دھماکوں سے کان کے پردے ریزہ ریزہ ہو جائیں اور پھر بھی نیند کے متوالے آنکھیں نہ کھولیں۔

سو یقین کرو کہ خدا کا بھی اپنے بندوں کے ساتھ ایسا ہی حال ہے اس کی صدائیں اٹھتی ہیں تاکہ غفلت سے سرشار آنکھیں کھولیں اگر اس پر بھی وہ کروٹ نہیں لیتے' تو ہر طرف سے شوروغل ہونے لگتا ہے تاکہ سونے والوں کی نیند ٹوٹے اگر اس پر بھی نیند نہیں ٹوٹتی تو ہاتھ نمودار ہوتے ہیں اور وہ جھنجوڑ جھنجوڑ کے اٹھاتے ہیں کہ صبح آ گئی اور آفتاب کی کرنیں دیواروں سے اتر کر صحنوں اور میدانوں میں پھیل گئیں۔ اب بھی اٹھ جاؤ اور اس دن کو اپنے ہاتھ سے نہ کھودو۔ جو جا کر پھر واپس نہیں آئے گا۔

لیکن آہ! اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس جھنجوڑنے پر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں اور نیند کے متوالے کروٹ نہیں لیتے تو پھر دھماکے ہوتے ہیں' زلزلے آتے ہیں' زمینیں پھٹنے لگتی ہیں۔ پہاڑ ایک دوسرے سے ٹکرانے لگتے ہیں اور صداؤں اور آوازوں کی ہولناکیوں سے تمام دنیا بھر جاتی ہے۔ سو یہ اس لئے ہوتا ہے تاکہ اس طرح انسان جاگے اور اب بھی آنکھیں کھول دے اور اگر اس پر بھی آنکھیں نہیں کھلتیں تو پھر خدا کا فرشتہ پکار اٹھتا ہے **اموات احیاء** یہ زندوں کی آبادی نہیں **ما یشعرون ایان یبعثون** یہ مُردوں کی بستی ہے وہ اٹھنے اور اٹھائے جانے کی گھڑی سے بالکل غافل پڑے ہیں۔

پس تنبیہہ اور ہوشیاری کی تمام تدبیریں ہو چکیں اور ایک سوئے ہوئے کو جگانے کے لئے جو کچھ کیا جا سکتا ہے وہ سب کچھ کیا جا چکا۔ پر افسوس کہ تمہاری آنکھیں اب تک بند ہیں۔ تمہاری غفلت کا نشہ کسی طرح نہیں اترتا اور تمہاری موت کی نیند کسی طرح نہیں ٹوٹتی۔ دنیا میں انسان کے لئے عقل و بصیرت ہے۔ عقلاء کی دانائیاں ہیں' ہادیوں کی ہدایتیں ہیں واعظوں کے وعظ ہیں۔ خدا کے مقدس نوشتے ہیں اور رسولوں کی بتلائی ہوئی تعلیمات ہیں پھر حوادث و تغیرات ہیں' آثار و علائم ہیں' استنباط و استشہاد ہے۔ لیکن وہ قوم جس کی غفلت کے لئے یہ سب کچھ بے کار ہے نہ تو دنیا کے آگے گزرے ہوئے واقعات میں اس کے لئے کوئی اثر ہے نہ اس کے حوادث و تغیرات میں اس کے لئے کوئی پیغام ہے۔ نہ اللہ کے کلام سے ڈرتی اور کانپتی ہے اور نہ بندوں کی ہدایتوں سے غیرت جاگتی ہے۔

و ما تاتیھم من ایۃ اللہ کی نشانیوں میں سے **من ایت ربھم** کوئی نشانی بھی ایسی نہ آئی **الا کانوا عنھا معرضین** جس کو دیکھ کر انہوں نے عبرت پکڑی اور غفلت و لاپرواہی سے باز آ گئے ہوں۔"

بلکہ بسا اوقات ایسا نظر آتا ہے کہ جس قدر عبرت کی آوازیں جگانا چاہتی ہیں اتنی ہی اس کی نیند زیادہ گہری ہوتی جاتی ہے۔ (**لقد جاء ھم من الانباء ما فیہ مزدجر حکمۃ بالغۃ فما تغن النذر** (القمر۴-۵) اور ہوشیاری ہے اور بہت ہی بڑی گہری حکمت و دانائی۔"

آہ! تم پر نیند کی موت چھا گئی سب نے ایک ہی طرح کی ہلاکت پی لی' سب ایک ہی طرح کی تباہیوں پر ٹوٹے' سب نے خدا کو چھوڑ دیا' سب نے اس کے عشق سے منہ موڑ لیا سب نے اس کے رشتہ کو بٹہ لگا دیا' سب غیروں کے ہو گئے' سب نے غیروں کی چوکھٹوں کی گرد چاٹی' اور سب نے ایک ساتھ مل کر گندگیوں اور ناپاکیوں سے پیار کیا۔

آہ! سب نے عہد باندھا کہ ہم ایک وقت میں گمراہ ہو

جائیں گے اور سب نے قسم کھالی کہ ہم ایک ہی وقت میں خدا کی پکار سے بھاگیں گے! آہ سب اس سے بھاگ گئے۔ سب نے اس سے غول در غول بن کر بے وفائی کی۔ کوئی نہیں جو اس کے لئے روئے۔ کوئی نہیں جو اس کے لئے آہ و نالہ کرے۔ اس کی محبت کی بستیاں اجڑ گئیں۔ اس کے عشق اور پیار کے گھرانے مٹ گئے۔ اس کے گلہ کا کوئی رکھوالا نہ رہا اور اس کے کھیتوں کی حفاظت کے لئے کوئی آنکھ نہ جاگی۔ سب شیطان کے پیچھے دوڑے۔ سب نے ابلیس کے ساتھ عاشقی کی اور سب نے بدکار عورتوں کی طرح اپنی آشنائی کے لئے اسے پکارا۔!!

پھر اس پر قیامت یہ ہے کہ کسی کو ندامت نہیں، کسی کا سر شرمندگی سے نہیں جھکتا، کسی کے گلے سے توبہ و انابت کی آواز نہیں نکلتی کسی کی پیشانی میں سجدہ کے لئے بیقراری نہیں کوئی نہیں جو روٹھے ہوئے کو منانے کے لئے دوڑ جائے اور کوئی نہیں جو اپنی بدحالیوں اور ہلاکتوں پر پھوٹ پھوٹ کر آہ و زاری کرے۔

و لقد اخذ نا هم بالعذ اب فما استکانوا لربهم و ما یتضرعون۔

یعنی ہم نے انہیں عذاب کی تکلیفوں میں مبتلا بھی کر دیا پھر بھی اپنے خدا کے آگے نہ جھکے اور ان میں شکستگی اور عاجزی پیدا نہ ہوئی۔

آہ! میں کیا کروں، اور کہاں جاؤں اور کس طرح تمہارے دلوں میں اتر جاؤں اور یہ کس طرح ہو کہ تمہاری روحیں پلٹ جائیں اور تمہاری غفلت مرجائے؟ یہ کیا ہو گیا ہے کہ تم پاگلوں سے بدتر ہو گئے ہو اور شراب کے متوالے تم سے زیادہ عقلمند ہیں۔ تم کیوں اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہو۔ اور کیوں تمہاری عقلوں پر ایسا طاعون چھا گیا ہے کہ سب کچھ کہتے ہو سمجھتے ہو نہ تو راستبازی کی راہ تمہارے آگے کھلتی ہے اور نہ گمراہیوں کے نقشِ قدم کو چھوڑتے ہو۔

افلا یتد برون القران ام علی قلوب اقفالها (ترجمہ) کیا یہ لوگ قرآن کی آیتوں پر غور نہیں کرتے یا ایسا ہوا ہے کہ ان کے دلوں پر قفل چڑھ گئے ہیں؟

کیا تم وہ ہو جن کے لئے کہا گیا ہے۔

وجعلنا علی قلوبهم اکنة ان یفقهوه و فی اذا نهم و قرا (ترجمہ) اور ان کے دلوں پر ہم نے پردے ڈال دیئے ہیں کہ فکر کی آنکھ بیکار ہو گئی اور ان کے کان بہرے ہو گئے ہیں۔

آہ! تم کو معلوم ہے کہ خدا کا قانون کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔ اور اس کی سنت اللہ کبھی انسانوں کی کسی بھیڑ کے لئے بدل نہ جائے گی۔ اس کا یہ قانون ہے کہ آگ جلاتی ہے اور زہر کھانے سے آدمی مر جاتا ہے اور اسی طرح غفلت اور معصیت ہلاکت لاتی ہے اور خدا کی نافرمانیوں سے عذابوں اور دردناکیوں کا ظہور ہوتا ہے۔ ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے اب بھی ایسا ہی ہو رہا ہے۔ اور ایسا ہی ہو گا۔ **سنة الله فی الذ ین خلوا من قبل ولن تجد لسنة الله تبد یلا** (ترجمہ) یہ اللہ کا قانون ہے جس کے مطابق تمام گزری ہوئی قوموں سے سلوک ہوا اور اللہ کے قانون میں تم کبھی تبدیلی نہ پاؤ گے۔

پس میں آج سب کچھ چھوڑ کے تم سے ایک ہی آخری بات کہنی چاہتا ہوں اور یقین کرو کہ اس کے سوا جو کچھ کہا جاتا

ہلکا پیٹ.....

حضرت معاذ بنؓ جبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اپنی ضروریات اور مقاصد کے حصول میں کامیابی کے لئے رازداری سے کام لو۔ کیونکہ ہر صاحب نعمت سے حسد کیا جاتا ہے۔ یعنی وہ رشک اور حسد کا نشانہ بنتا ہے۔"

(المعجم الصغیر للطبرانی)

ہے اگر وہ اس بات کے لئے نہیں کہا جاتا تو سب کچھ بیکار ہے اور اس میں تمہارے لئے کوئی برکت و امن نہیں، سو یاد رکھو اور ماننے کے لئے جھک جاؤ کہ تمہاری زندگی کا ہر عمل بے کار ہے اور تمہارے فکروں کی ہر فکر گمراہی اور ضلالت ہے۔ تمہارے لئے صرف ایک ہی راہ نجات ہے اور بغیر اس کے کسی طرح چھٹکارا نہیں۔

تم جب تک اس پہلی منزل سے نہ گزرو گے اس وقت تک خدا کا قہر تم سے ٹھنڈا نہ ہو گا اور تم کبھی مراد اور خوش حالی نہ پاؤ گے۔ تمہارے سفر عمل کا پہلا قدم یہ ہے کہ توبہ کرو اپنی تمام قوتوں اور تمام طاقتوں کے ساتھ خدا کے آگے جھک جاؤ اس کی سرکشی اور بغاوت چھوڑ دو۔ اس کے عشق اور محبت کو اس قدر پیو کہ بدمست ہو جاؤ اور اس کے آگے اس طرح گرو اور اس قدر روؤ اور اس قدر تڑپو کہ اسے تم پر پیار آ جائے اور وہ تمہیں پہلے کی طرح پھر اپنی گود میں اٹھا لے اور سب کچھ تمہیں کو دے دے جس طرح کہ سب کچھ تمہیں کو اس نے بخش دیا ہے۔

یا ایھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا و یکفر عنکم سیئا تکم و یغفر لکم واللہ ذوالفضل العظیم

(ترجمہ) مسلمانو اگر تم اللہ سے ڈرنے والے ہو جاؤ تو اللہ تمام دنیا میں تمہارے لئے امتیاز اور سربلندی پیدا کر دے گا۔ نیز تمہاری برائیوں کو دور کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا تم اس کے آگے کیوں نہیں جھک جاتے؟ وہ تو بڑا ہی فضل کرنے والا ہے۔

تم نے غفلت کو خوب آزما لیا۔تم نے نافرمانیوں کی صدیوں تک کڑواہٹ چکھ لی۔ تم نے گناہ اور معصیت کے پھل سے اچھی طرح اپنے دامن بھر لئے۔تم نے دیکھ لیا کہ ایک خدا کی چوکھٹ سے تم نے سرکشی کی اور کس طرح ساری دنیا تم سے سرکش ہو گئی اور ایک اس کے روٹھنے سے کس طرح تمام دنیا تم سے روٹھ گئی۔

بس مان جاؤ اور اب بھی باز آ جاؤ۔ گناہوں کو آزما چکے اور تقویٰ اور راست بازی کو بھی آزما لیں۔ سرکشیوں کو چکھ چکے۔ آؤ اطاعت کا بھی مزہ چکھ لیں۔ غیروں سے رشتہ جوڑ کر تجربہ کر چکے اور اسی ایک سے پھر کیوں نہ جڑ جائیں جس سے کٹ کر ذلتوں، خواریوں، ٹھوکروں اور راندگیوں کے سوا کچھ بھی ہاتھ نہ آیا۔

صفحہ نمبر ۱۲ سے آگے

انتقال اقتدار کے بعد مجاہدین کے تدبر کا امتحان

خدا نے ان پر اپنی راہ نہایت آسان بنا دی تھی کیونکہ شیخ کی زبان پر اکثر یہ وظیفہ جاری رہتا تھا کہ **اللھم اھدنا الصراط المستقیم** ۔اگر کسی نے ایک مومن کی فراست، توکل کے مظاہرے، غلبۂ اسلام کی تڑپ اور قرآنی بشارتوں پر پختہ ایمان و ایقان کے نظارے دیکھنے اور مطالعہ کرنے ہوں تو یہ سب چیزیں شیخ کی زندگی میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں الغرض شیخؒ، مومن کے بارے میں اس قرآنی تعریف کے مصداق تھے کہ **ان صلاتی ونسکی و محیای و مماتی للہ رب العلمین**۔

وہ سلف صالحین کا نمونہ تھے۔ قرآن و سنت کے عملی پیکر، خالص توحید سے آراستہ، اسلام کے داعی، قرآن و حدیث کے مفسر اور میدان جہاد کے امام تھے۔ کنڑ کے خوش قسمت خطہ پر "خدا کی زمین پر خدا کا قانون" نافذ کیا تو خدا نے انہیں اتنے بڑے شرف اور عزت سے نوازا کہ اب افغانستان کے مسلمانوں کو اس وقت تک مطمئن کرنا مشکل ہو گا جب تک مستقبل میں حکمران طبقہ اسی طرح اسلامی شریعت نافذ نہ کرے جس طرح امارت اسلامی کے تحت شیخ جمیل الرحمٰن شہید رحمہ اللہ نے اسلامی شریعت کو کنڑ پر نافذ اور جاری و ساری کیا تھا۔

هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق
ثبت است بر جریدهٔ عالم دوام ما

توحید اور تعمیر انسانیت

مشتاق احمد ۔ انڈیا

اللہ کی ہستی اور اس کی توحید کے عقیدے کو انسانی زندگی میں کس قدر اہمیت حاصل ہے، دنیا نے اسے سمجھنے کی بہت کم کوشش کی ہے اور اب مسلمان بھی بڑی حد تک اس حقیقت کی طرف سے غفلت میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اللہ کی ہستی سے انکار، انسان کو انسانیت سے دور کر دیتا ہے اور یہی نتیجہ شرک کا ہوتا ہے۔ سچی انسانیت اللہ کی ہستی کو ماننے اور اس کی توحید کے عقیدے میں مضمر ہے۔

دین اسلام میں توحید کو وہی مرتبہ حاصل ہے جو جسم انسانی میں دل کو حاصل ہے۔ دل بیمار ہو جائے تو سارا وجود بے کار ہو کر رہ جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ توحید کے بغیر کوئی عمل قابل قبول نہیں۔ توحید سارے دین کو محیط ہے کیونکہ رسالت اور معاد توحید کے لازمی مقتضیات ہیں۔ نیز بلاخوف تردید دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ توحید سے باہر دین اسلام کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ توحید کی اس عظمت کا راز صرف یہ ہے کہ توحید سب سے بڑے حق یعنی اللہ کے حق کا اقرار ہے۔ یہی عدل و قسط کی بنیاد ہے، جو آدمی اس حق کو نہیں پہچانتا وہ کسی کے حق کو بھی نہیں پہچان سکتا یہاں تک کہ وہ اپنے نفس کے حق کو بھی نہیں جان سکتا۔

توحید کی اسی اہمیت کی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں جتنے انبیاء کرام آئے سب نے اپنی دعوت کا آغاز توحید سے کیا، اور اس نقطہ پر اس طرح جمے رہے کہ کسی حال میں بھی اس سے بال برابر سرکنے پر راضی نہ ہوئے۔ بلکہ ان کی ساری جدوجہد کا مقصودِ اصلی توحید خالص کا قیام تھا۔ وہ دنیا میں آتے ہی اس لئے تھے کہ اللہ کے بندوں کو دوسروں کی بندگی سے چھڑا کر خالص اللہ کا بندہ بنا دیں، وہ اسی کو خالص ہو کر مانیں، اسی کو حاکم و مالک کہیں اسی کی بندگی و اطاعت کریں، اسی پر اعتماد و توکل کریں۔ اسی سے طالبِ مدد ہوں، نعمت ملے تو اسی کا شکر ادا کریں، مصیبت آئے تو اسی سے استغاثہ کریں۔ طمع، خوف اور امید و بیم، ہر حال میں ان کی نظر اسی کی طرف ہو، ان کی محبت اس کی محبت کے تابع، ان کی پسند اس کی پسند کے ماتحت ہو۔ اس کی ذات صفات اور تمام حقوق میں اس کی یکتائی تسلیم کریں اور کسی بھی پہلو سے ان چیزوں میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ نہ کسی فرشتے کو نہ جن کو نہ کسی نبی کو نہ کسی ولی کو نہ کسی اور کو نہ ہی اپنی ذات کو۔

توحید مجرد ایک علمی حقیقت ہی نہیں بلکہ نہایت اہم عملی حقیقت بھی ہے۔ انسانی زندگی کی تعمیر میں، خواہ وہ انفرادی ہو یا اجتماعی، توحید کا زبردست حصہ ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ انفرادی و اجتماعی زندگی کا سنوارنا صرف عقیدۂ توحید پر موقوف ہے تو بیجا نہ ہو گا۔ ہم زندگی کے دونوں پہلوؤں میں توحید کے اثرات کا مختصر سا تجزیہ کر کے یہ حقیقت واضح کریں گے کہ تمام برائیوں اور مفاسد کا استیصال کس طرح عقیدۂ توحید میں پنہاں

ہے۔

عقیدۂ توحید سے انفرادی زندگی میں انسانیت کی تعمیر:

انفرادی زندگی پر توحید کا سب سے زیادہ نمایاں اثر یہ ہوتا ہے کہ یہی عقیدہ انسان کو آزادی، عزت، وقار اور حریت کا وہ بلند مقام عطا کرتا ہے، جس کا وہ اشرف المخلوقات ہونے کی وجہ سے مستحق ہے۔ کائنات کی تمام چیزیں انسان کے لئے پیدا کی گئی ہیں لیکن جب تک انسان توحید سے آشنا نہیں ہوتا، اس وقت تک اس کی دنائت اور رذالت کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ دنیا کی حقیر سے حقیر چیزوں سے ڈرتا اور کانپتا ہے۔ انسانوں نے انسانوں ہی کو نہیں پوجا ہے۔ انسانوں کے قدموں کے نقوش ہی نہیں، بلکہ مردوں اور عورتوں کی شرمگاہوں کی شکلیں بنا کر بھی پُوج ڈالی ہیں۔ یہ اس تصور کے تحت کہ یہی تخلیقِ انسانی کے محور ہیں۔ انکارِ الٰہی، انسان کو آوارہ مزاج بنا دیتا ہے۔ اللہ کی توحید کا منکر معاشرے میں کوئی مرکزیت باقی نہیں رکھ پاتا۔ انسان اپنے ہی جیسے انسان کو اپنا رب اور اپنا آقا بنا لیتا ہے، غلاموں کی طرح ان کے آگے جھکتا ہے، ان کے لئے ہر طرح کے امر و نہی کا حق تسلیم کرتا ہے۔ یہاں تک کہ زندہ تو زندہ مردوں کی قبروں پر بھی اپنی درخواستیں اور التجائیں پیش کرنے لگتا ہے۔ ان کو امور کائنات میں متصرف، عالم الغیب اور نافع و ضار سمجھتا ہے اور اسی پر بس نہیں کرتا بلکہ وہ ہر چکنے پتھر، ہر اونچے درخت کو اپنا معبود بنا لیتا ہے اور پھر ہر گھنی جھاڑی، ہر سنسان مقام، ہر بہتا دریا، ہر اونچا پہاڑ، ہر ضرر رساں قوت اور نفع بخش طاقت اس کو اپنی بندگی کی دعوت دینے لگتی ہے اور ان میں سے کسی کے سامنے بھی اپنے نفس کو ذلیل کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا۔ اس طرح وہ اپنے مقامِ عزت سے گرتا ہی چلا جاتا ہے اور اس شرف کو یکسر کھو دیتا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ نے اس کو سرفراز کیا تھا۔ یہی حقیقت اس آیت میں بیان ہوئی ہے۔ **و من یشرک باللہ فکانما خر من السماء فتخطفہ الطیر او تھوی بہ الریح فی مکان سحیق** (الحج ۳۱) (جو شخص اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے تو وہ گویا آسمان سے گر پڑا، اس کو چڑیا اچک لے گئی یا ہوا کسی دور دراز گوشہ میں اڑا لے گئی۔)

ان ارضی اور فرضی معبودوں کے ساتھ ساتھ انسانوں کی بندگی کے طریقے بھی بدلتے رہتے ہیں اور پوری انسانیت اسی طرح کچلتی، پستی اور پامال ہوتی رہتی ہے، اس کو نہ کبھی سچا شرف اور عزت نصیب ہوتی ہے اور نہ سچا امن و اطمینان میسر آتا ہے۔ کبھی کوئی شریر انسان نمرود و فرعون کی شکل میں نمودار ہوتا ہے، کبھی ہلاکو اور چنگیز کے روپ میں اور کبھی مسولینی، ہٹلر اور اسٹالن کی شکل میں اور ان کے ہاتھوں ملکوں اور قوموں میں ہمیشہ تباہی و بربادی اور ہلاکت و خونریزی کا بازار گرم رہتا ہے۔

اظہار نعمت کی اہمیت

ابو الاحوصؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرا لباس معمولی تھا۔ آپ نے فرمایا:

"تمہارے پاس مال ہے؟

میں نے جواب دیا:

"جی ہاں!"

آپ نے فرمایا:

"کس قسم کا مال؟"

میں نے عرض کیا:

"اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر قسم کے مال سے نوازا ہے۔ اونٹ، گھوڑے اور غلام، سب ہی کچھ میرے پاس موجود ہے۔"

آپ نے فرمایا:

"جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال و دولت سے نوازا ہے تو اس کے انعام و اکرام کا اظہار بھی ہونا چاہیئے۔"

(النسائی، مشکوۃ۔)

سے جہاد کے اسلامی مقاصد متعین کرنے میں معمولی سی بھی لغزش ہوئی تو نہ صرف چودہ سال تک مسلسل قربانیوں کا یہ صبر آزما سفر بے منزل ہو جائے گا بلکہ افغان جہاد سے اسلام کے شاندار مستقبل کی امیدیں وابستہ کئے اہل اسلام ناامید ہو جائیں گے اور اسلام دشمن قوتیں بھی جہاد کا تمسخر اڑائیں گے۔ چودہ سالہ طویل جہاد کے عرصہ میں ہر افغان مجاہد پر واضح ہو گیا ہے کہ کون ان کے بہی خواہ ہیں اور کون ان کی تباہی کو اپنی سیاسی بصیرت کی پیشین گوئی قرار دیدیں گے۔

افغان مجاہدو! پیغمبر اسلامؐ مسلسل ۲۳ سال دعوت بھی دیتے رہے، ہجرت بھی کی اور غزوات بھی کئے۔ ہر قسم کی زیادتیاں اور صعوبتیں برداشت کیں۔ مگر فتح مکہ کے موقع پر فاتح مسلمانوں نے جس اعلیٰ اخلاق عفو اور کریم النفسی کا مظاہرہ کیا اس سے لوگ جوق درجوق مسلمانوں کی صفوں میں شامل ہونے لگے اور اسلام کی یہ نئی قوت اس آیۂ کریمہ کی تصویر نظر آنے لگی کہ "اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" کل کے مخالف آج کے سچے عقیدت مند اور خدمتگار بن گئے۔ مسلمانوں کی فتح مکہ کے دن بے غرضی، خلوص، نیک نیتی، خیرخواہی اور للّٰہیت کو دیکھ کر تلوار کے زور سے فتح شدہ علاقوں سے، مکہ کے کشتگانِ اخلاقِ حسنہ زیادہ مطیع اور سببِ خیر ثابت ہوئے۔

اے افغان مجاہد! آپ کو جدوجہد مبارک۔ آپ کے بڑھتے ہوئے قدم فتح و نصرت، انتقال اقتدار کے وقت آپ کے تحمل، بردباری، عالی ظرفی اور عفو و کرم، ایثار و محبت کے مظاہر، افغانستان کی تعمیر نو میں آپ کی لگن، بے خانماں مہاجرین کی دوبارہ آبادکاری، شہداء کی یادوں اور مقاصد کو اسلامی تاریخ میں محفوظ کرنا، آپ کے سامنے اِن مقاصد کا وہ وسیع میدان ہے جس سے آپ کی مقصد کے ساتھ وابستگی کا اندازہ لگایا جائے گا۔

دنیا آپ کی جرأت اور ایثار کو دیکھ کر انگشت بدنداں ہے۔ آج آپ کی بالغ نظری، وسیع القلبی، تحمل و برداشت اور تدبر کی آزمائش ہے۔ آپ کا صحیح فیصلہ ملتِ افغان کے لئے نئی زندگی اور امنگوں کی نوید بھی ہے اور عالم اسلام کے لئے خوشخبری اور دنیا کے لئے امن و سلامتی کا پیغام بھی۔

افغان ایک بالغ النظر قوم ہے۔ تاریخی تجربات سے انہوں نے ملی عزتِ نفس یعنی آزادی کا سبق اپنایا ہے۔ پندرہ لاکھ شہداء اور بے مثال قربانیوں سے اِس شمع کو فروزاں کئے رکھا کہ "مسلمان یا اللہ تعالیٰ کا بندہ رہتا ہے یا خدا کی راہ میں ناموس اسلام کے لئے لڑکر شہادت کی راہ پر چل نکلتا ہے۔"

جہاد کے اسلامی مقاصد کے ساتھ شدید وابستگی اور افغان مجاہدین کی عقل و دانش کی وجہ سے ہمیں یہ بات کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں کہ سارے افغان مجاہدین "وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا" کا مصداق بن کر اسلام دشمن قوتوں کے عزائم خاک میں ملا دیں گے۔ انتقالِ اقتدار بالکل افغانوں کا اندرونی معاملہ ہے۔ اسلام کے مخلص رہنماؤں اور علماء اسلام کا فریضہ ہے کہ اِس نازک مرحلے میں افغان مجاہدین کا ساتھ دے کر مجاہدین کو غیر اسلامی قوتوں کی سازشوں کا شکار ہونے سے بچانے میں مدد دیں۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ افغان مجاہدین کو اسلامی روح کے مطابق صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اے اللہ! آپ اپنی راہ میں لڑنے والے افغان مجاہدین کو شیطان کے فریبوں اور فتنوں سے محفوظ رکھیں۔ آمین

افغان مجاہدو! اسلامی اتحاد کے مظاہرے سے انتقال اقتدار کے نازک مرحلہ کو طے کریں۔

توحید کا عقیدہ اپناتے ہی دفعتہ" انسان کی حالت میں ایک انقلاب عظیم رونما ہو جاتا ہے۔ وہی انسان جس کو دنیا نے ہر چیز سے نیچے اور نہایت ذلت کی حالت میں دیکھا تھا، اس قدر بلند ہو جاتا ہے کہ اللہ کے سوا ہر چیز اس کی خدمت کرنے لگتی ہے۔ اس تغیر کی وجہ یہ ہے کہ ایک موحد پر یہ راز کھل جاتا ہے کہ دکھ ہو یا سکھ، زندگی ہو یا موت ہر ایک کے آنے جانے کی راہ ایک ہی ہے۔ اس لیے وہ ہر حال میں صرف ایک ہی ذات سے امید رکھتا اور اسی سے ڈرتا ہے، وہ جانتا ہے کہ ایک ہی عزیز و حکیم ہے جو اپنی قدرت و حکمت سے اس کارخانہ کو چلا رہا ہے اور جس پر یہ راز کھل گیا، اس نے دونوں جہان کی دولت پا لی۔ اس کا خزانہ لازوال، اس کی زندگی غیر فانی ہے۔ یہی لوگ ہیں جن کا دماغ مصیبت و راحت ہر حال میں متوازن رہتا ہے۔ جس خندہ پیشانی کے ساتھ وہ آرام کی گھڑیوں کا استقبال کرتے ہیں، اسی شادمانی کے ساتھ آزمائشوں اور مصیبتوں کا بھی خیر مقدم کرتے ہیں۔ یہی انسان کا اصلی شرف ہے، یہی اختیاری اطاعت، توحید کی اصلی روح ہے۔

تعمیر انسانیت اجتماعی زندگی میں:

اسی طرح توحید کا اجتماعی اثر بھی نہایت گہرا ہے۔ انسانی معاشرت کی بنیاد کامل عدل اور صحیح مساوات پر قائم ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ کامل عدل اور صحیح مساوات، وحدتِ الٰہ اور وحدتِ آدم کے بغیر ناممکن ہے۔ اگر سچی انسانیت کی دنیا کو حاجت ہے تو سچی انسانیت کا دارومدار صرف عقیدۂ توحید پر ہے۔ صرف خدا کو خدا ماننا اور اسی کی بندگی کرنا سچی انسانیت کی راہ ہے۔ سچی انسانیت یہ نہیں کہ کچھ انسان معبود ہوں اور باقی بندے، کچھ انسان فرمانروا ہوں اور باقی فرمانبردار، کچھ انسان اپنے احکام جاری کریں اور باقی انسان بندوں کی طرح ان کے احکام و قوانین کی پابندی کریں۔ بلکہ سچی انسانیت یہ ہے کہ ایک ہی حاکم و فرمانروا ہو، اسی کے احکام و قوانین چلیں اور تمام انسان ان احکام و

نبوت کا چوبیسواں حصہ

عبداللہ بن سرجس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حسن سیرت (نیک چال چلن) بردباری اور میانہ روی، نبوت کے اجزاء میں سے چوبیسواں حصہ ہے۔"

(ترمذی، مشکوۃ)

قوانین کے یکساں پابند ہوں، کسی انسان کو دوسرے انسان پر فوقیت و برتری حاصل نہ ہو۔ بلکہ تفوق و برتری اور عزت و شرف کا ایک ہی معیار ہو۔ وہ معیار ہو اللہ کے ساتھ وفاداری کا، اس کے احکام و قوانین کی پابندی کا، خداترسی اور اس کی رضاجوئی کا، اسی کا نام حقیقی انسانیت ہے۔

اگر انسان کو حقیقی آزادی درکار ہے تو حقیقی آزادی اسی صورت میں دستیاب ہو سکتی ہے، کہ صرف اللہ کو معبود مانا جائے۔ انسانوں پر انسانوں کی حاکمیت نہ ہو، تمام انسان بالاتفاق یہ تسلیم کر لیں کہ انسان پر انسانوں کے نہیں اللہ ہی کے احکام و قوانین نافذ ہونے چاہئیں۔ جب تک یہ اصول تسلیم نہ کئے جائیں گے روئے زمین پر سچی آزادی قائم نہیں ہو سکتی۔ انسان پر انسانی احکام و قوانین کی حکومت اور سچی آزادی دونوں متضاد چیزیں ہیں۔

سچا انصاف عقیدۂ توحید پر موقوف ہے:

دنیا میں آئین و قوانین کے عمدہ عمدہ دفاتر، بڑی بڑی عدالتیں قائم ہیں، جن میں آئین و قانون کے اعلیٰ اعلیٰ ماہرین اونچی اور خوبصورت کرسیوں پر بیٹھتے ہیں، لیکن حقیقی انصاف مفقود ہے۔ اس لئے کہ انصاف کی بنیاد ہی ناانصافی پر قائم ہے۔ اس سے بڑھ کر ناانصافی اور کیا ہو سکتی ہے کہ انسان، انسانوں کے الٰہ ہو جائیں۔ انسان اللہ ہی کے معاملہ میں غیر منصف بن جائے تو وہ انسان کے معاملہ میں کیسے منصف ہو سکتا ہے؟

انسانیت کے ساتھ سچا انصاف ایسے ہی آئین و قوانین کے ذریعہ ممکن ہے، جن میں انسانی خودغرضی، افادیت پسندی، اقتدار پسندی کے لئے کوئی گنجائش نہ ہو۔ وہی حاکم اور منصف سچا انصاف کر سکتے ہیں جو اللہ اور اس کی بازپرس پر ایمان رکھتے ہیں۔

عقیدۂ توحید مساوات کا علمبردار ہے:

حکومت اور اقتدار کے بل بوتے پر مساواتِ انسانی کا ڈھنڈورا تو پیٹا جا سکتا ہے، لیکن اس طرح اصلی مساوات کو روبہ عمل نہیں لایا جا سکتا، بلکہ سچی مساوات سے انسانیت اسی وقت بہرہ ور ہو سکتی ہے جب اس تصور کو ممنوع اور خلاف قانون قرار دیا جائے کہ انسانوں کا کوئی فرد یا گروہ انسانوں پر اپنے قوانین کے ذریعہ فرمانروائی کرے انسانی زندگی کا بنیادی عقیدہ اسی کو قرار دیا جائے کہ سچی حریت و مساوات کی واحد راہ اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ یہ صرف عقیدہ کی بات نہیں، ایک عقلی اور تجرباتی حقیقت بھی ہے۔ انسان جب خود انسانوں کے لئے دستور اور قوانین بنائے گا تو مساوات عامہ کی رعایت کے احساس کے باوجود دستور و قوانین کو عدم مساوات سے کامل طور پر پاک رکھنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ وہ عوام کے مقابلہ میں حکومت کے بالادست طبقوں کے حقوق و اختیار کی رعایت ملحوظ رکھ کر ترجیحی قانون ضرور بنائے گا، چنانچہ ہر ملک، ہر قوم کے دستور و قوانین اس کے شاہد عدل ہیں۔

سچے امن کا ضامن عقیدۂ توحید ہے:

آج ہر ظالم، مفسد اور امن شکن ملک اور قوم کا دعویٰ ہے کہ دنیا میں وہی امن کی واحد علمبردار ہے۔ لیکن امن و انصاف کی سب سے بڑی دشمن وہی قومیں ہیں جو امن و سلامتی کا پروپیگنڈہ کر رہی ہیں۔ ان بدامن قوموں کے ہاتھوں ساری دنیا کا امن تباہ و برباد ہے۔ دنیا میں حقیقی امن و سلامتی اسی وقت قائم ہو سکتی ہے جب دنیا کی قومیں اللہ کو مانیں، اسی کے آئین و

> **پسندیدہ نیکی ـــــ نیکی پر استقلال ہے**
>
> حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
>
> "دین کے کاموں میں پسندیدہ کام وہ ہے جس پر کام کرنے والا پابندی کرے اور مستقل مزاجی دکھائے۔"
>
> (بخاری۔ مسلم، مشکوۃ)

قانون کو انسانی زندگی کا دستور اور ضابطہ تسلیم کر لیں، اور اللہ کی بازپرس اور اس کی جزا و سزا کے عقیدہ کے تحت زندگی گزارنے کا فیصلہ کر لیں۔ ایسی صورت میں کوئی قوم کسی قوم کے ساتھ زیادتی و بے انصافی نہیں کر سکے گی، اور دنیا میں سچے امن و انصاف کی بنیاد قائم ہو جائے گی۔ مجلسِ اقوام متحدہ کو ایک بے لاگ اور منصفانہ آئین و دستور کی اشد ضرورت ہے، جس میں کسی کو غیر منصفانہ طور پر دبانے کی گنجائش نہ ہو، ایسا آئین و دستور صرف آسمانی آئین و دستور ہو سکتا ہے، جو اللہ کی الوہیت اور وحدانیت پر مبنی ہو، اسی اساس پر بلاشبہ ایک عالمگیر قومیت اور ایک عالمگیر سیاسی تنظیم کی عمارت قائم ہو سکتی ہے اور دنیا کے موجودہ مصائب کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد یہی تھا۔ آپؐ نے دنیا کو اسلام کی دعوت دی۔ اسلام کا بنیادی کلمہ لا الٰہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) کتنا مختصر اور سادہ پیغام تھا، یہ انسانیت کی شاہ کلید تھا۔ یہ چند لفظوں کا چھوٹا سا کلمہ انسانیت کے سارے دکھوں، دردوں کا نسخہ شفاء تھا۔ یہ صرف اللہ کی وحدانیت کا اعلان نہیں تھا بلکہ یہ اعلان تھا کائنات کی سب سے بڑی سچائی کا، انسانیت کی حقیقی عظمت و شرف کا، انسانی حریت و آزادی کا، اخوت و مساوات کا، حقیقی عدل و انصاف کا اور عالمگیر اصول امن کا۔ یہ شاہ کلید، آج بھی معاشرتی۔ معاشی انفرادی اور اجتماعی خوشیوں کے بند دروازے کو اس طرح کھول سکتی ہے جس طرح چودہ سو سال قبل کھول چکی ہے۔

اسلام اور عدل

مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری

عدل اور ظلم دو متضاد اوصاف ہیں' نوع انسانی کا ہر معاشرہ اور ہر فرد ان کے معنی جانتا ہے' بلکہ بچے بھی ان کے معنی کا صاف احساس رکھتے ہیں' اور وہ اپنی زبان میں کہا کرتے ہیں۔

ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں
ناؤ کاغذ کی سدا چلتی نہیں

اور عدل کا معاملہ اس سے الٹ ہے' یعنی عدل کی ٹہنی ہمیشہ پھلتی ہے اور عدل کی کشتی ہمیشہ چلتی ہے عدل اور ظلم کے متعلق انسان کے اس عام احساس و شعور کی وجہ یہ ہے کہ عدل انسان کی فطرت اور خلق میں داخل ہے اور ظلم سے نفرت اس کی طبیعت کا خاصہ ہے' بلکہ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ **"ان العدل نظام کل شئی"** عدل کائنات کی ہر شے کا نظام و قوام ہے اور اسی کے سہارے قائم و دائم ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: **"والسماء رفعها ووضع الميزان ان لا تطغوا فی الميزان"** اللہ نے آسمان کو بلند کیا اور ہر شے کے لئے نظامِ عدل قائم کیا اور انسان کو حکم دیا کہ تم عدل میں راہ سے نہ ہٹو' گویا اتھاہ پہنائیوں والے آسمان کے اجرام ہوں یا زمین کے نباتات و حیوانات' سب کا وجود و قیام عدل کے نظام پر ہے اور اللہ اور اس کے رسول خاتم الانبیاء والرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید اور احادیث میں نوع انسانی کو عدل کے میزان پر ٹھیک ٹھیک قائم رکھنے کے لئے اعمال کا جو ایک دائمی اور اٹل نظام دیا ہے وہ اسی کائناتی نظامِ عدل کا ایک حصہ ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حقوق سے متعلق انسان کو جو ضابطہ اختیار کرنا ہے وہ توحید کا ضابطہ ہے' یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات' اس کی صفات اور اس کے افعال میں اللہ کو یکتا و بے مثل مانا جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے' یہ کائناتی نظامِ عدل کا اصل الاصول ہے' چنانچہ ضابطۂ توحید پر عمل نہ کرنے اور شرک کرنے کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا **"ان الشرک لظلم عظیم"** یقیناً شرک سب سے بڑا ظلم ہے اسی طرح اسلام کے وہ تمام ضابطے اور اصول جن کا تعلق انسانی زندگی اور انسانی معاشرہ کی اصلاح سے ہے سب عدل ہی عدل ہیں اور ان کے خلاف جو ضابطہ اور جو راستہ بھی ہے وہ ظلم ہے' چنانچہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں ایسے تمام کاموں کو جو اسلامی اصولوں کے خلاف انجام دیئے جاتے ہیں فسق' فساد' عدوان اور ظلم جیسے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے' جن کے معنی علی الترتیب' عدل و اعتدال سے نکل جانا' حد اعتدال سے گذر جانا' اور کسی چیز اور کام کا جو مقام ہو اس کے بجائے کوئی دوسرا مقام اسے دینا ہیں۔

عدل' پوری کائنات، کائنات کی ہر شے کا نظام و قوام ہے' اسلام جس ضابطہ کا نام ہے وہ عدل ہی عدل ہے' اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ انسانی معاشرہ کو فساد اور ظلم و عدوان سے بچانا چاہا

ہے' اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس سلسلہ میں اپنا حکم اس طرح بیان فرمایا ہے۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتائی ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکرو البغی یعظکم لعلکم تذکرون۔ (النحل / ۹۰)

اللہ حکم دیتا ہے عدل اور احسان کرنے کا اور قرابت داروں کو دینے کا اور بے حیائی اور ناپسندیدہ کام اور ظلم کرنے سے منع کرتا ہے' وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو۔

اللہ کے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ کے حکم سے مکہ فتح کیا اور اسے بتوں اور مورتیوں سے پاک کیا تاکہ مرکز ارضی میں توحید اور عدل کا جھنڈا لہرایا جائے اس موقع پر آپؐ کلام اللہ کی یہ آیت پڑھ رہے تھے۔

و تمت کلمتہ ربک صدقا و عدلا' لا مبدل لکلمتہ' وھو السمیع العلیم۔ (الانعام / ۱۱۵)

تیرے رب کے کلمات (قرآن و احکام شرع) صدق اور عدل سے کامل ہیں' اس کے کلمات کو کوئی بھی بدل نہیں سکتا' وہ سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

قرآن مجید میں اس موقع پر بھی عدل کو مضبوطی سے تھامے رہنے کی تاکید کی گئی ہے' جب مومنین کو کسی قوم سے عداوت کے احوال درپیش ہوں' چنانچہ ارشاد ہے:

یاایھا الذین امنوا کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط' ولا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا' اعدلوا' ھو اقرب للتقوی' واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون۔ (المائدہ/ ۸)

اے ایمان لانے والو! اللہ کے لئے کھڑے ہو جایا کرو انصاف کی گواہی دینے کے لئے' اور کسی قوم کی عداوت تمہارے لئے اس بات کی باعث نہ ہو کہ تم عدل نہ کرو' ہر حال میں عدل کرو یہی تقویٰ سے قریب ہے' اور اللہ سے ڈرتے رہو' تم جو کچھ کرتے ہو اللہ یقیناً سب کے حقائق جانتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے نہایت وضاحت سے آگاہ فرمایا ہے کہ جب عدل کو چھوڑ کر ظلم اختیار کیا جاتا ہے تو سب سے زیادہ سرعت سے انسان کو اس کی سزا ملتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

لیس ذنب اسرع عقوبۃ من البغی و قطیعۃ الرحم۔

ظلم اور قطع رحمی سے زیادہ جلدی کسی اور گناہ کی سزا انسان کو نہیں ملتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک مخزومی عورت نے جس کا نام فاطمہ تھا چوری کی قریشی شرفاء نے آپؐ کے محبوب صحابی اسامہ بن زیدؓ کو آپ کی خدمت میں سفارشی بنایا کہ عورت چوری کی سزا سے بچ جائے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر لوگوں میں خطبہ دیا اور فرمایا:

یا ایھا الناس انما ضل من کان قبلکم' انھم کانوا اذا سرق الشریف ترکوہ و اذا سرق الضعیف فیھم اقاموا علیہ الحد و ایم اللہ لوان فاطمۃ بنت محمد سرقت لقطع محمد یدھا۔ (فتح الباری ۸۲/۱۲)

لوگو! تم سے پہلے کے لوگ راہ راست سے بھٹک گئے' جب کوئی شریف چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور جب ان میں سے کوئی کمزور چوری کرتا تو اسے سزا دیتے' اللہ کی قسم ہے اگر فاطمہ بنت محمدؐ چوری کرتی تو محمدؐ اس کا ہاتھ کاٹتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دور میں عبداللہ بن سہلؓ نام کے ایک صحابی خیبر میں قتل کر دیئے گئے ان کی لاش ایک گڑھے میں پھینک دی گئی تھی ان کے چچازاد بھائی محیصہؓ اور حویصہؓ وغیرہ نے آپؐ کی خدمت میں اس کا مقدمہ پیش کیا' آپؐ نے ان لوگوں سے فرمایا:

تاتون بالبینۃ علی من قتلہ' قالوا مالنا بینۃ' قال : فیحلفون قالوا لا نرضی بایمان الیھود' فکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یطل دمہ فوداہ (فتح الباری ۲۳۰/۱۲)

جس نے انہیں قتل کیا ہے اس کے خلاف دلیل لاؤ' ان

لوگوں نے کہا: ہمارے پاس دلیل نہیں ہے' آپ نے فرمایا پھر خیبر کے یہود سے قسم لی جائے گی' انہوں نے کہا ہم یہود کی قسم سے راضی نہیں' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا کہ ان کا خون رائیگاں جائے چنانچہ ان کا خون بہا آپ نے خود ادا فرمایا۔

اس طرح شہادت نہ ہونے کی بنا پر آپؐ نے یہود سے بدلہ نہیں لیا جب کہ خیبر میں یہود کے سوا کوئی اور آباد نہ تھا اس لئے قاتل ان کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتا' اسلام کے اس مثالی عدل میں یہ بات خاص طور سے نظر میں رکھنے کی ہے کہ معاملہ ایک مسلمان اور غیر مسلم کا ہے لیکن عدل کو ہر حال میں قائم رکھا گیا ہے۔

انسانی حقوق و معاملات میں عدل اسلامی کی ایک نہایت جرأتمندانہ مثال عمر فاروقؓ کے دور کا ایک واقعہ ہے' فاتح مصر اور اس کے گورنر عمروؓ بن العاص کے صاحبزادے محمدؒ نے شہسواری کے ایک مقابلہ میں ایک قبطی اور اس کے گھوڑے کو کوڑا رسید کر دیا کہ میں شریف زادہ ہوں مجھ سے آگے نکلنے کی کوشش مت کرو' قبطی نے دربار فاروقی میں اس کی شکایت کی' عمر فاروقؓ نے مصر کے گورنر اور ان کے صاحبزادے کو طلب فرمایا پھر قبطی کو بلا کر اس کے ہاتھ میں کوڑا تھمایا اور فرمایا کہ اس شریف زادے نے جیسے تمہارے سر پر مارا تھا ویسے ہی تم بھی مارو۔ (تاریخ عمر بن الخطاب ۱۱۸)

ایک واقعہ جس کا تعلق خود فاروق اعظمؓ سے ہے' احنف ابن قیسؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عمر فاروقؓ سے ایک شخص کے ظلم کی شکایت کی اور اس کا بدلہ چاہا' امیر المومنین عمرؓ نے اسے یہ کہہ کر ایک درہ رسید کر دیا کہ جب امیر المومنین فارغ ہوتے ہیں تب نہیں آتے اور جب امور خلافت میں مشغول ہوتے ہیں تو آ آ کر شکوہ کرتے ہو' پھر وہ شخص چلا گیا تو اسے امیر المومنین نے طلب فرمایا اور کہا کہ میرے حکم پر عمل کرتے ہوئے تم مجھے ویسے ہی مارو جیسے میں نے تمہیں مارا تھا اس شخص نے کہا میں نے اللہ کیلئے آپ کو چھوڑ دیا' پھر اپنے گھر تشریف لائے' ہم لوگ ان کے ساتھ تھے دو رکعت نماز پڑھی اور کہنے لگے:

يا ابن الخطاب كنت وضيعا فرفعك الله وكنت ضالا فهداك الله' وكنت ذليلا فاعزك الله ثم حملك على رقاب الناس' فجاءك رجل يستعديك فضربته ماتقول لربك غدا اذا اتيته۔ (التاریخ الاسلامی ۲۰۳)

اے ابن خطاب تم پست تھے' اللہ نے تمہیں بلند کیا تم گمراہ تھے اللہ نے تمہیں ہدایت دی' تم ذلیل تھے اللہ نے تمہیں عزت دی پھر تمہیں حاکم بنایا اب ایک آدمی تمہارے پاس ظلم کا بدلہ چاہنے کیلئے آیا تو تم نے اسے مارا' کل جب تم اپنے رب کے پاس جاؤ گے تو اس کو کیا جواب دو گے۔

دورِ نبوت اور خلفاء راشدین کا زمانہ تمام پہلوؤں سے عدل اسلامی کا کامل ترین دور تھا جسے سامنے رکھ کر دنیا کی کوئی بھی قوم کسی بھی زمانہ میں اللہ کی رضا اور شرف و انسانیت کی بلندیاں حاصل کر سکتی ہے' ساتھ ہی مسلم ملوک و حکام حقوق و معاملات انسانی میں عدل گستری کے لئے مجموعی طور پر دیگر اقوام کے حکمرانوں کے مقابلہ میں زیادہ نیک نام ہیں' تاریخ بھی اس کی شہادت دیتی ہے اور وسیع القلب غیر جانب دار غیر مسلم علماء بھی اس کی شہادت دیتے ہیں تھوڑی مدت میں قلیل انسانی جانوں کے ضیاع کے ساتھ دنیا کے بہت بڑے خطے پر مسلمانوں کی حکمرانی میں عدل و انصاف اور مساوات کا بہت بڑا دخل تھا' خود ہندوستان پر مسلمانوں نے تقریباً ایک ہزار سال حکومت کی ہے' اس عرصہ میں مسلم حکمرانوں کے عدل و انصاف اور مساوات کے زیر سایہ ہندو قوم تاریک دور سے نکل کر علم و ثقافت اور تہذیب و تمدن کے روشن دور میں داخل ہو کر نہایت امن و راحت کی زندگی گزارنے لگی' لیکن عیسائی حکمرانوں کا عدل و انصاف ملاحظہ کیجئے

باقی صفحہ نمبر ۴۸ پر

دل پر گناہوں کے اثرات

تحریر: ابو عبدالرحمن - انڈیا

انسانی جسم کا اہم ترین عضو دل ہے۔ اگر یہ زندہ ہے تو انسان زندہ ہے اور اگر یہ مر گیا تو انسان بھی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ عین اسی طرح انسان کی اصلاح اور بگاڑ کا دارومدار بھی دل پر ہے۔ اگر دل صحیح ہے تو انسان کا سارا کردار، اس کے اعمال اور اس کی ساری جدوجہد صحیح راستے کی طرف ہو گی اور اگر دل میں بگاڑ پیدا ہو گیا تو سارے کا سارا انسان اور اس کا کردار بگڑ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انما الاعمال بالنیات و انما لکل امری مانوی....
(صحیح بخاری، کی سب سے پہلی حدیث۔ صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم: **انما الاعمال بالنیات**)

"اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اور انسان کو نیت کے مطابق ہی پھل ملے گا...."

ایک دوسرے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الا و ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ و اذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب۔ (صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرء لدینہ۔ صحیح مسلم، کتاب المساقات، باب اخذ الحلال و ترک الشبہات۔)

"یاد رکھو! جسم میں ایک ٹکڑا ہے۔ اگر یہ ٹھیک رہا تو سارا جسم ٹھیک ہے۔ اور اگر یہ بگڑ گیا تو سارا جسم بگڑ جائے گا۔ توجہ سے سن لو: اس ٹکڑے کا نام ہے دل!"

اگر دل میں جذبہ اطاعت کے ساتھ خلوص و اخلاص ہو، ریاکاری نہ ہو، کوئی دنیوی غرض نہ ہو تو ہر نیک کام باعث اجر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا اجر دس گنا سے ستر گنا اور سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی زیادہ بڑھتا رہتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

کل عمل ابن ادم یضاعف، الحسنۃ عشر امثالھا الی سبع مائۃ ضعف۔ (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام)

"آدم زاد کی ہر نیکی کے اجر میں دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک کا فرق خلوص و اخلاص اور صدق اطاعت کے تناسب سے ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کوئی اتار چڑھاؤ آتا رہتا ہو یا اللہ تعالیٰ کے ہاں عطاء و عنایت کی تقسیم غیر منصفانہ بنیاد پر ہو۔ نیز اگر نیک کام کرتے وقت کوئی دنیوی لالچ، دکھلاوا، یا شہرت و ناموری کا خیال آ جائے تو نہ صرف بڑی سے بڑی نیکی ضائع ہو جاتی ہے بلکہ روز قیامت الٹا وبالِ جان بن جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے اخروی نجات کے لئے سب سے اہم شرط دل کی پاکیزگی کو قرار دیا ہے، فرمایا:

یوم لا ینفع مال و لا بنون ○ الا من اتی اللہ بقلب سلیم ○
(سورت الشعراء، آیت ۸۸-۸۹)

"اس دن نہ مال کوئی فائدہ دے گا اور نہ اولاد۔ بجز اس کے کہ کوئی شخص قلب سلیم لئے ہوئے اللہ کے حضور پیش ہو۔"

جب انسان کی اصلاح یا بگاڑ، اعمال صالحہ کے قبول یا عدم قبول، اور اخروی نجات یا عذاب کا معاملہ اصلاً دل پر منحصر ہے تو سب سے پہلے دیکھا جانا چاہئے کہ برے کاموں کا انسان کے دل پر کیا اثر ہوتا ہے؟ تاکہ معلوم ہو سکے کہ برے کام انسان کی

اصلاح یا بگاڑ اور اخروی حساب پر کس قدر اثر انداز ہوتے ہیں۔

① ہر مسلمان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور محبت موجود ہوتی ہے۔ البتہ گناہ کرنے سے یہ عظمت و محبت رفتہ رفتہ ختم ہوتی چلی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ اللہ کا خوف بھی انسان کے دل میں رہے اور پھر وہ گناہ بھی کرے۔

② کبھی کبھار گناہ کرنے کی شکل میں انسان کے دل میں ندامت و شرمندگی اور حیا کا خفتہ جذبہ بیدار ہو جاتا ہے۔ لہٰذا وہ غلطی کر کے پچھتاتا بھی ہے۔ بالآخر اسے توبہ کی توفیق مل جاتی ہے۔ لیکن مستقل گناہوں کا عادی ان پاکیزہ جذبات سے بالکل خالی ہوتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ گناہ کرنے کے باوجود اسے نہ کوئی ندامت ہوتی ہے اور نہ شرمندگی' بلکہ الٹا وہ اس پر فخر محسوس کرنے لگتا ہے اور محفلوں میں اس کا چرچا کرتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كل امتى معافى الا المجاهرون و ان من الا جهار ان يعمل العبد بالليل عملا ثم يصبح و قد ستره ربه فيقول: يا فلان قد عملت البارحة كذا و كذا۔ (صحیح بخاری' کتاب الادب' صحیح مسلم' کتاب الزہد)

"میری امت کے ہر فرد کو عافیت مل جائے گی' سوائے اعلانیہ گناہ کرنے والے کے' اور علی الاعلان گناہ کرنے کی ایک شکل یہ ہے کہ کوئی انسان رات کی تاریکی میں کوئی کام کرے۔ پھر اس حالت میں صبح کرے کہ اللہ تعالیٰ نے تو اس کی پردہ پوشی کر رکھی ہو۔ لیکن ازخود کہے کہ اے فلاں: آج رات میں نے فلاں فلاں کام کئے۔"

③ مسلسل گناہ کرنا اور کرتے ہی رہنا دل میں ٹیڑھ اور کجی پیدا کر دیتا ہے۔ اس ٹیڑھ اور کجی سے مراد یہ نہیں ہے کہ وہ گوشت پوست کا ٹکڑا جو انسان کے اندر ہر دم حرکت میں رہتا ہے اس میں کوئی مادی خرابی آ جاتی ہے' بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کی سوچ' سمجھ اور اس کی توجہ کا رخ ٹیڑھا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فلما زاغوا ازاغ الله قلوبهم ط والله لا يهدى القوم الفاسقين ○ (سورت الصف' آیت ۵)

"پھر جب انہوں نے ٹیڑھ اختیار کی تو اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے' اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ولقد ذرانا لجهنم كثيرا من الجن والانس لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم اعين لا يبصرون بها ولهم اذان لا يسمعون بها اولئك كالانعام بل هم اضل اولئك هم الغافلون ○ (سورت الاعراف' آیت ۱۷۹)

"اور یہ حقیقت ہے کہ بہت سے جن اور انسان ایسے ہیں جن کو ہم نے جہنم ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔ ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں' ان کے پاس کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں۔ وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے ہوئے ہیں۔"

④ محض لفظوں کو پڑھ لینے یا ان کا مفہوم سمجھ لینے کا نام علم نہیں ہے' بلکہ صحیح علم کی پہچان یہ ہے کہ وہ انسان کو حقیقت کی راہ دکھائے اور گمراہیوں سے بچانے کا ذریعہ بنے۔ گناہوں کا رسیا انسان خواہ کتنے ہی لفظ پڑھ لیتا ہو اور اس کے معانی میں کتنے ہی لطیف اور باریک نکتے بیان یا ایجاد کر سکتا ہو' وہ علم کی برکت اور اس کے نور سے ہمیشہ محروم رہتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حصول علم کے لئے تقویٰ کی شرط لگائی ہے۔ فرمایا:

واتقوا الله ويعلمكم الله۔ (سورۃ البقرۃ' آیت ۲۸۲)

"اور اللہ سے ڈرتے رہو! اللہ تعالیٰ تم کو حقائق کا علم دیتا رہے گا۔"

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ' امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کے پاس حصول علم کے لئے آئے۔ حضرت امام شافعیؒ کا حافظہ اور سوجھ بوجھ دیکھ کر امام مالکؒ کو بہت خوشی ہوئی۔ انہوں نے حضرت امام شافعیؒ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: "مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل کو منور کیا ہے۔ گناہوں کی تاریکی میں پڑھ کر اس نور کو ضائع نہ کر لینا۔ (الجواب الکافی' صفحہ

۵۶ تالیف امام ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ)

امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے درج ذیل دو شعر تو ہر طالب حق اور طالب علم کو ہمیشہ یاد رہنے چاہئیں:

شکوت الی وکیع سوء حفظی
فارشدنی الی ترک المعاصی
و اخبرنی بان العلم نور
و نور اللہ لا یھدی لعاصی

(دیوان الامام الشافعی، ص ۷۱- دار الکتب بیروت)

"میں نے اپنے استاد وکیعؒ سے حافظہ کے کمزور ہونے کی شکایت کی- انہوں نے مجھے گناہ چھوڑ دینے کی ہدایت کی- اور ساتھ ہی یہ بھی سمجھایا کہ علم اللہ کا نور ہے--- اور اللہ کا نور غلط کار لوگوں کو عطا نہیں کیا جاتا-"

⑤ ظاہر بین انسان سمجھتا ہے کہ سکون اور آرام مال و دولت اور آسائش دنیا میں ہے- حالانکہ اصل سکون اور چین صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی اطاعت میں ہے- اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ○

(سورت الرعد، آیت ۲۸)

"آگاہ رہو کہ اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو سکون نصیب ہوتا ہے-"

احکام الٰہی سے منہ موڑنے والے آدمی کو یہ سکھ چین کبھی نصیب نہیں ہو سکتا، خواہ وہ کروڑپتی ہو جائے یا دنیا کی کتنی ہی نعمتیں اس کے پاس ہوں- اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا و نحشرہ یوم القیامۃ اعمیٰ ○ (سورت طٰہٰ، آیت ۱۲۴)

"اور جو میرے ذکر سے منہ موڑے گا اس کے لئے دنیا میں تنگ زندگی ہو گی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے-"

⑥ گناہوں اور بدکاریوں میں مستقل ملوث رہنے کی وجہ سے انسان کے دل سے گناہ کا احساس اور اس کی کراہت ہی ختم ہو جاتی ہے- فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

ان المومن یری ذنوبہ کانہ قاعد تحت جبل یخاف ان یقع علیہ و ان الفاجر یری ذنوبہ کذباب مر علی انفہ فقال بہ ھکذا- (صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب التوبہ-)

"مومن اپنے گناہوں کو اس انداز سے دیکھ رہا ہوتا ہے گویا کہ وہ کسی پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے اور اسے اندیشہ ہے کہ یہ پہاڑ اس کے اوپر گر نہ جائے اور فاسق و فاجر آدمی کے نزدیک گناہوں کا معاملہ ایسے ہے جیسے کوئی مکھی اس کی ناک پر بیٹھی اور اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے اڑا دیا-"

⑦ ایمان کامل کا تقاضا ہے کہ انسان نہ صرف خود برائیوں سے دور رہے بلکہ دوسروں کو بھی حسب توفیق برائیوں سے روکتا رہے- اور اگر روک نہیں سکتا تو کم ازکم اسے دل میں برا ضرور سمجھے اور یہ ایمان کا کم ازکم تقاضا ہے- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان- (صحیح مسلم، کتاب الایمان، سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، سنن الترمذی، کتاب الفتن)

"تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے وہ اسے بزور بازو بدل دے- اگر ایسا نہیں کر سکتا تو زبان سے اس کے خلاف جہاد کرے، اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتا تو کم ازکم دل میں ہی اسے برا کہے اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے-"

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جو آدمی ہاتھ سے برائی کے خلاف جہاد کرے وہ بھی مومن ہے اور جو زبان سے برائی کے خلاف جہاد کرے وہ بھی مومن ہے اور جو دل سے برائی کو برا سمجھے وہ بھی مومن ہے---- اور اس کے بعد رائی کے دانے جتنا بھی ایمان باقی نہیں رہتا- (صحیح مسلم، کتاب الایمان) معلوم ہوا کہ کم ازکم ایمان بلکہ ایمان کا آخری حصہ برائی سے نفرت ہے- اگر کوئی برائی سے نفرت کی بجائے الٹا محبت شروع کر دے

تو اس کے پلے ایمان کا کوئی حصہ باقی نہیں بچتا اور اس کے دل پر کفر کی مہر لگا دی جاتی ہے' خواہ وہ کسی بڑے سے بڑے مسلمان گھرانے کا فرد ہو اور اس کا نام بھی عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہی کیوں نہ ہو۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

ان المومن اذا اذنب ذنبا کانت نکتۃ سوداء فی قلبہ' فان تاب و نزع واستغفر صقل قلبہ' فان زاد زادت حتی تعلو قلبہ' فذالک "الرأن" الذی قال جل ثناء: کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون (سورت المطففین' آیت ۱۴) (مسند امام احمد' ج ۲' ص ۲۹۷)

"جب مومن کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ پڑ جاتا ہے۔ اگر توبہ و استغفار کر لے اور گناہ سے باز آ جائے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے۔ اگر گناہوں میں آگے بڑھتا گیا تو یہ سیاہ دھبہ بھی بڑھتا چلا جاتا ہے' یہاں تک کہ اس کے سارے دل کو کالا کر دیتا ہے اور یہی وہ "ران" (زنگ اور میل کچیل) ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے (سورت المطففین آیت ۱۴ میں) تذکرہ کیا ہے: "ہرگز نہیں' بلکہ ان لوگوں کے دلوں پر ان کے برے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے۔"

مذکورہ بالا آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوا کہ انسان کا دل صاف ستھرے کپڑے کی طرح سفید ہے' جوں جوں انسان گناہ کرتا چلا جاتا ہے اس پر دھبے پڑتے چلے جاتے ہیں۔ اس دوران انسان مختلف مراحل سے گزرتا چلا جاتا ہے۔ چھ مراحل کا ہم نے تذکرہ کیا ہے اور بالآخر ساتویں مرحلے پر اس کے دل پر مستقل زنگ چڑھ جاتا ہے اور وہ کلیہ سیاہ ہو جاتا ہے۔

امام ابن جریر' طبری' امام ابن کثیر رحمہا اللہ اور دیگر ائمہ تفسیر کی رائے ہے کہ جب اس کے سارے دل پر زنگ چڑھ جائے اور وہ مکمل طور پر گناہوں کی پاداش میں سیاہ ہو جائے تو وہ مرحلہ آ جاتا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم و علی ابصارھم غشاوۃ (سورت البقرہ' آیت ۷)

"اللہ نے ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی نگاہوں پر پردہ پڑ گیا ہے۔"

تو معلوم ہوا کہ گناہوں کا اثر دل پر ایک نکتے سے شروع ہوتا ہے اور بالآخر سارے دل کو کالا کر کے چھوڑتا ہے۔ انجام کار اس دل پر اللہ کی طرف سے مہر لگا دی جاتی ہے اور وہ مستقل ہدایت ربانی سے محروم ہو جاتا ہے۔

اعاذنا اللہ بفضلہ و کرمہ من ذلک

PROPERTY OF ACKU

صفحہ نمبر۴۴ سے آگے

اسلام اور عدل

کہ اندلس میں انہوں نے ایک مسلمان بھی باقی نہ چھوڑا جہاں ان کی بہت بڑی تعداد صدیوں سے آباد تھی۔

کسی بھی انسانی معاشرہ میں حقوق و معاملات انسانی میں عدل و انصاف اور مساوات کو جوہری اہمیت حاصل ہے کہ ان کے قیام پر معاشرہ کا قیام اور ان کے فقدان پر معاشرہ کا فنا ہو جانا لازم ہے۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "دنیا میں انسانی امور ایسے عدل کے ساتھ کہ جس میں گناہوں کی بہت سی اقسام کا اشتراک ہو' حقوق انسانی میں ظلم کی نسبت زیادہ درست رہتے ہیں گو کسی گناہ میں اس کا اشتراک نہ ہو' اسی لئے کہا گیا ہے کہ: اللہ عدل پرور حکومت کو قائم رکھتا ہے گو وہ کافر ہو اور ظالم حکومت کو قائم نہیں رکھتا گو وہ مسلمہ ہو' اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ "دنیا عدل اور کفر کے ساتھ باقی رہے گی لیکن ظلم اور اسلام کے ساتھ باقی نہیں رہے گی لہٰذا جب دنیا کے معاملات عدل کے ساتھ قائم کئے جائیں گے تو دنیا قائم رہے گی گو اس حکمران کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو' اور جب دنیا کے معاملات عدل کے ساتھ قائم نہیں کئے جائیں گے تو دنیا قائم نہیں رہے گی گو اس کا حکمراں ایسا صاحب ایمان ہو کہ آخرت میں اسے اس کی جزا ملے۔"

درسِ حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ اِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ
وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا
وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللهِ اِخْوَانًا
وفی روایة وَلَا تَنَافَسُوْا - (متفق علیه)

مشکوٰۃ جلد ۲ باب ما ینھیٰ عنه من التھاجر والتقاطع واتباع العورات

ابُوھریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدگمانی سے بچو۔کیونکہ بدگمانی انتہائی جھُوٹی ترین باتوں میں سے ہے۔ کسی کی ٹوہ میں نہ رہو اور کسی کی جاسُوسی مت کرو اور چڑھتی نہ کرو۔ ایک دُوسرے سے حسد نہ کرو اور ایک دوسرے سے بغض نہ کرو، ایک دُوسرے کی غیبت نہ کرو (یا ایک دوسرے سے پیٹھ مت پھیرو) اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ، اور ایک روایت میں ہے، حرص نہ کرو۔

بُخاری و مُسلم - بحوالہ مشکوٰۃ جلد ۲

پر امن انتقال اقتدار

اور جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنۃ کا موقف

جماعت کے سیاسی مشیر کا دعوت فورم میں اظہار خیال

امیر جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ کے سیاسی مشیر حیات اللہ نے دعوت فورم میں افغانستان کے موجودہ حالات پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ غیراسلامی قوتوں کو افغانستان میں اسلامی حکومت ایک آنکھ نہیں بھاتی اور روسی افواج کے انخلا کے بعد بہتوں کی آنکھیں یکسر بدل گئیں۔ افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے خلاف سازشوں کی ایک وبا پھیل گئی۔ کچھ لوگ افغان احزاب کو متفقہ لائحہ عمل اختیار نہ کرنے کا طعنہ دے رہے تھے اور جتنے منہ اتنی باتیں ہو رہی تھیں۔

افغان مجاہدین نجیب کی کرائے کی افواج سے بھی لڑتے تھے اور بین الاقوامی سطح پر افغانستان میں جہاد کے اسلامی مقاصد کے خلاف کام کرنے والے عناصر کی سازشوں کو بھی ناکام بنا رہے تھے۔ یہ ایک کٹھن مرحلہ تھا مگر ہمارا ایمان ہے کہ پندرہ لاکھ شہداء کی قربانیاں ضائع نہیں ہو سکتیں۔ روسی افواج کے انخلا کے بعد جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ کے بانی امیر شہید شیخ جمیل الرحمٰن رحمہ اللہ نے محسوس کیا تھا کہ روسی افواج کے انخلاء کے بعد غیر اسلامی قوتوں کا دوسرا ہدف افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کو اپنے مکروہ عزائم کا شکار بنانا ہو گا تاکہ جہاد کے اسلامی اثرات ملتِ اسلامیہ پر مرتب نہ ہوں۔ اس لئے انہوںؒ نے کنڑ کے آزاد ہوتے ہی وہاں امارت اسلامی کے نام سے شرعی ادارہ قائم کیا اور سارے آزاد خطوں کے مجاہدین سے اپیل کی کہ جہاد کی صفوں کو غیراسلامی قوتوں کی سازشوں سے بچانے کے لئے متحدہ اسلامی ادارے تشکیل دیں۔ اس وقت اگر ان کے فارمولے پر عمل کیا جاتا تو آج ہم نہ بینن سیوان کے فارمولا میں خامیوں کا رونا روتے اور نہ بے اعتمادی کی یہ فضا پیدا ہوتی پُرامن انتقالِ اقتدار کا مسئلہ کب کا حل ہو چکا ہوتا۔

بہرحال جن لوگوں کو افغان مجاہدین کی اسلام سے وابستگی کا حال معلوم ہے، انہیں اس بارے میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ افغان احزاب کے سارے مجاہدین افغانستان میں اسلامی نظام کی سربلندی چاہتے ہیں اور اسی نظام کے لئے قربانی دینے سے وہ کبھی بھی نہیں تھکتے بلکہ اس مقصد کی حصول کے لئے مصائب برداشت کرنا دنیاوی و اخروی لحاظ سے باعث عز و شرف سمجھتے ہیں۔ مجاہدین کا یہ مقصد نہایت واضح ہے لہٰذا افغان جہاد کے اسلامی مقاصد کے خلاف کام کرنے والے عناصر کو اپنی سعی ترک کر دینی چاہئے۔ پندرہ لاکھ شہداء کی قربانیوں نے افغانستان کے گرد اسلام کی مضبوط دیواریں کھڑی کر دی ہیں۔ یہ امر باعثِ اطمینان ہے کہ اب افغان نسل نہ الحاد کا شکار ہو گی نہ دیگر غیر اسلامی نظریات کی، یہاں صرف قرآن و سنت کی حاکمیت ہو گی۔ لہٰذا میں پورے طور سے پُراعتماد ہوں کہ افغانستان میں انتقالِ اقتدار کا مرحلہ پُرپیچ سہی، مگر خوش اسلوبی سے طے ہو گا اور اسلامی حکومت قائم ہو کر رہے گی۔

مجاہدو!۔۔۔ کفر نے آپ کے راستوں میں جال پھیلائے ہیں، انہیں تار عنکبوت کی طرح تار تار کر دو!

MONTHLY **DAWAT** (URDU)

PROPERTY OF ACKU

بسم الله الرحمن الرحيم

لا اله الا الله محمد رسول الله

الله اکبر

ان هذا القرآن یهدی للتی هی اقوم

ان الارض لله یورثها من یشاء من عباده

الا له الخلق والامر

الا له الخلق والامر

۱۳۸۴ هق

جماعة الدعوة الی القرآن والسنة

افغانستان

Jamaatuddawa Ilalquran Wassunnah

Afghanistan

انتقالِ اقتدار کا مرحلہ افغان مجاہدین نے نہیں، بلکہ روسی افواج کی انخلاء کے بعد افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے مخالفوں نے پُرپیچ بنایا ہے ہمیں یقین ہے کہ افغان مجاہدین اپنی قوت ایمانی سے پُرامن انتقالِ اقتدار کے مرحلے کو نہایت خلوص اور شائستگی سے طے کرلیں گے اور افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے خلاف کفر کے سارے حربے ناکامی سے دوچار ہوں گے۔ جماعت الدعوۃ کے سیاسی مشیر سے جب پوچھا گیا کہ پُرامن انتقالِ اقتدار کے بعد ان کی جماعت کا لائحہ کیا ہو گا تو اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہمارا لائحہ عمل قرآن و سنت ہے۔ ہم افغانستان میں اسلام کی حاکمیت دیکھنے کے متمنی ہیں۔ انشاء اللہ مجاہدینؒ افغانستان میں مکمل اسلامی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہوں گے۔ جماعت الدعوۃؒ نیکی کے کاموں میں تعاون اور معصیت کے کاموں میں اجتناب اور عدم تعاون کو مومن کی خصوصیت سمجھتی ہے۔

شیخ جمیل الرحمٰن رحمہ اللہ نے انقلابِ افغانستان سے پہلے عقیدۂ توحید سے اصلاحِ معاشرہ کا کام شروع کیا تھا اور ان کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی تھی کہ مجاہدین زندگی کے ہر میدان میں اسلامی اصولوں کی پابندی کریں۔ مسلمانوں کو کفر کے مقابلے میں اسلامی تعلیمات سے لیس کرنے کے لئے انہوں نے دینی مدارس کا وسیع جال بچھایا تھا۔ بفضلِ خدا ان مدارس سے سچے موحدین کی ایسی نسل تیار ہوئی ہے جو نہ صرف افغانستان بلکہ دنیا کے کونے کونے تک قرآن و سنت کی روشنی کو پھیلائیں گے۔

ہمارا اول و آخر مقصد قرآن و سنت کی دعوت ہے۔ ہمیں نہ اقتدار سے غرض ہے اور نہ جاہ پرستی سے بلکہ ہم ایک مسلمان کی انفرادی سے لے کر اجتماعی زندگی تک اور اقتدار کے سرچشموں سے لے کر انصاف کے ایوانوں تکؒ کو قرآن و سنت کی پابند دیکھنا چاہتے ہیں۔

افغانستان کے اسلامی جہاد سے سارے مسلمانوں خصوصاً افغانوں کا ایمان تازہ ہوا ہے اور قرآنی صداقتوں پر اُن کا ایمان اور بھی قوی ہو گیا ہے۔ ہم پُرامید ہیں کہ افغانستان سے پوری دنیا میں احیائے اسلام کا نیا دور شروع ہو گا۔ جماعت الدعوۃ قرآن و سنت کی تعلیمات سے معمور علماء کرام، طلبہ و مجاہدین کی جماعت ہے۔ انہوں نے خطہ کنڑ پر امارت اسلامی قائم کر کے ساری دنیا سے خراج تحسین وصول کیا ہے۔ شیخ جمیل الرحمٰن رحمہ اللہ کا یہ قافلہ اسلامی خلوص سے سرشار ہے۔ دوسرے احزاب کے مجاہدین سے مل کر افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام اور فروغ کے لئے ہمارے کارکن شبانہ روز محنت کریں گے۔ ہمارے کارکن نہ صرف مجاہد اور داعی ہیں بلکہ وہ افغانستان کی تعمیرِ نو کے مخلص سماجی کارکن بن کر اپنے بھائیوں کی بے لوث خدمت بھی کریں گے۔

آج مسلمانوں کی سب سے بڑی ضرورت دینی تعلیم و تربیت ہے۔ ہمارے کارکن گھر گھر علم کی روشنی پھیلائیں گے۔ کیونکہ دینِ اسلام ہی کے نور سے افغانستان میں اخوت، ایثار اور محبت کی فضا پیدا ہو گی۔ ہجرت کی برکت سے ان پر اسلامی اخوت کا فلسفہ کھل گیا ہے۔ انشاء اللہ افغانستان کے مسلمان بہت جلد سارے مصائب اور مسائل پر قابو پالیں گے اور جماعت الدعوۃ کے کارکن اس سلسلے میں اہم کردار ادا کریں گے۔ امارتِ اسلامی کنڑ کے مستقبل کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ کنڑ افغانستان کی اسلامی حکومت کا جزوِ لاینفک ہے۔ ہم لسانی نسلی فرقوں کی بنیاد پر مسلمانوں کے استحکام کو کمزور کرنے کی کوشش کو غیر اسلامی قرار دیتے ہیں۔ افغانستان کی سالمیت و استحکام کی کوششوں میں جماعت الدعوۃ سب سے آگے رہے گی۔ جماعت الدعوۃ بحیثیت جماعت ہو یا بحیثیت امارت اسلامی، (جسے کنڑ کے سارے احزاب متفقہ طور پر منتخب ادارہ کی شکل میں لائے تھے۔) ان

باقی صفحہ نمبر ۲۶ پر

مومن اللہ تعالیٰ کو نور سے دیکھتا ہے۔ اس لئے آپ کفر کے سارے شاخسانوں اور مکر و فریب کو بکھیر کر رکھ دیں۔

اِنتقالِ اِقتدار کے بعد

افغان مُجاھدین کے تدبّر کا اِمتحان

دفاع پاکستان کی دو سابق اہم شخصیات جنرل اسلم بیگ اور جنرل حمید گل نے گذشتہ دنوں نوائے وقت کے ساتھ انٹرویو میں اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ افغانستان میں انتقالِ اقتدار کے بارے میں اقوامِ متحدہ کے فارمولا میں خامیاں پائی جاتی تھیں۔

عرصہ سے اخبارات میں یہ خدشہ ظاہر کیا جاتا تھا کہ اقوامِ متحدہ کا فارمولا اصلاح طلب ہے مگر مغربی ذرائع ابلاغ میں اِس قوت سے اس کو تشہیر دی جاتی تھی، جیسے بینن سیوان کا فارمولا واحد نجات کا راستہ ہو۔ اگر اس وقت اصلاح پر توجہ دی جاتی اور جرأت سے کام لے کر ان کو اس فارمولا کے کمزور نقاط کی نشاندہی کی جاتی تو آج افغان احزاب کو اعتماد میں لینے کے لئے اتنی تگ و دَو نہ کرنی پڑتی۔ اس سارے عرصہ میں وزیرِاعظم پاکستان محمد نواز شریف کی اس بات سے افغان احزاب کو کچھ تسلی ہوتی تھی کہ افغان مجاہدین کی مرضی کے خلاف کوئی بات بھی اختیار نہیں کی جائے گی۔ پُرامن انتقالِ اقتدار کے لئے وزیرِاعظم پاکستان نے جو شبانہ روز کام کیا۔ وہ نہایت قابلِ ستائش ہے۔ ہمیں امید ہے کہ پُرامن انتقالِ اقتدار کے بعد استحکامِ افغانستان کو یقینی بنانے کے لئے بھی وہ اسی جذبہ اور اعتماد سے افغان قوم سے تعاون کرتے رہیں گے۔

افغان مجاہدین پاکستان کے خلوص اور محبت کو کبھی بھی بھلا نہیں سکتے۔ خصوصاً موجودہ حکومت افغان مجاہدین کے اسلامی جہاد کے مقاصد سے پوری طرح آگاہ اور متفق ہے۔ پاکستان کے علماء اور اسلامی جماعتوں کے سربراہان کی مساعی جمیلہ کو بھی سارے افغان مجاہدین قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ان علماء کا اثر و رسوخ افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام میں ضرور بار آور ثابت ہو گا۔

ہم افغان مجاہدین سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ وہ افغان مجاہدین کے بہی خواہ شخصیات کی آراء اور مشوروں کی قدر کریں اور کسی صورت میں بھی ان شرپسند عناصر کو مداخلت کا موقع نہ دیں جو افغانستان کی سالمیت اور جہاد کے اسلامی مقاصد کو سبوتاژ کرنا چاہتے ہیں۔ افغانستان سے روسی افواج کے اِنخلا کے بعد افغان مجاہدین پر یہ حقیقت واضح ہو گئی ہے کہ جس طرح بعض عناصر روسی جارحیت سے خائف ہو کر مسئلہ افغانستان میں دلچسپی لیتے تھے۔ اسی طرح وہ عناصر جو روسی افواج کے انخلاء کے بعد افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کو اپنے لئے خطرہ سمجھتے تھے اس تھوڑے عرصہ میں ان عناصر نے افغان مجاہدین کے اتحاد میں افتراق اور انتشار کے روڑے اٹکائے، مجاہدین کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوششیں کیں، لالچ کے حربے آزمائے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ سارے حربے ناکام ہو رہے ہیں۔ پھر بھی غیر اسلامی قوتوں کے مکر و فریب کا خطرہ ٹلا نہیں۔ آج اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ افغانستان اور عالم اسلام کے مخلص رضا کار اور علماء پارٹی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر خالص اسلام کی سربلندی کے لئے اسلام کی ہمدردی سے لیس ہو کر اس کٹھن مرحلہ میں افغان مجاہدین کا ساتھ دیں، تاکہ کفر کی چالیں ناکام ہوں اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو۔

غیور افغان مسلمانو! طاغوت کے تمام ہتھکنڈوں کو مومنانہ فراست سے ناکام بنا دیں۔

حالیہ نازک حالات اور جماعۃ الدعوۃ کا موقف

جماعت کی پریس ریلیز کی روشنی میں

پشاور (افغان اسلامک نیوز ایجنسی) جماعۃ الدعوۃ الیٰ القرآن والسنہ کے امیر مولوی سمیع اللہ نے افغان عبوری کونسل کے بارے میں افغان اسلامک نیوز ایجنسی کے نمائندے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ کونسل کی تشکیل میں کئی اہم مجاہد تنظیموں کو بے خبری میں رکھا گیا ہے۔ اگر عدل سے کام لے کر کونسل کی تشکیل میں سارے احزاب کو شمولیت کا موقعہ دیتے تو انشاء اللہ کونسل کا وجود اس سے بھی زیادہ موثر ثابت ہوتا۔ انہوں نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا' کہ ان رہنماؤں نے کونسل کی تشکیل کے بارے میں ہمارے ساتھ باہمی مشورہ کرنے کے لئے وقت اور جگہ کا تعین کیا تھا۔ جب ہم مقررہ وقت اور مقررہ جگہ پہنچے تو کونسل میں شامل رہنماؤں نے نامعلوم جگہ پر اجلاس کر کے کونسل کی تشکیل اور صدر کا اعلان کر دیا تھا۔ اس عجیب طرز عمل کی وجہ سے کئی اہم احزاب اجلاس میں شرکت کرنے سے رہ گئے۔

کابل کی موجودہ حالت پر نہایت دکھ کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ان حالات سے افغان جہاد کے اسلامی مقاصد کا حصول اور مشکل ہو جائے گا۔ انہوں نے سارے افغان مجاہدین سے اپیل کی کہ وہ افغان عوام کو جہاد کے ثمرات سے بہرہ ور ہونے کے لئے تحمل اور ایثار کا مظاہرہ کریں اقتدار آنی جانی چیز ہے۔ ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور جہاد کے اعلیٰ مقاصد کو مد نظر رکھیں اور جہاد مخالف عناصر کو مجاہدین کا تمسخر اڑانے کا موقع فراہم نہ کریں۔ انہوں نے مزید کہا کہ اب گلے شکوے کرنے کا وقت نہیں، موجودہ حالات کے پیش نظر ہماری انتہائی کوشش ہو گی کہ افغانستان میں امن اور مجاہدین کے درمیان اتحاد کی کوشش کرنے والے عناصر کے ساتھ بھرپور امداد اور تعاون کرنے کی راہیں تلاش کی جائیں۔

انہوں نے احمد شاہ مسعود اور گلبدین حکمت یار دونوں سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ جہاد کے اسلامی مقاصد' افغانستان کی سالمیت اور مسلمانوں کے مصائب کے پیش نظر ایثار سے کام لے کر کابل کے شہریوں کے لئے امن و سلامتی کی فضا پیدا کریں۔ افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے مخالف عناصر کو اپنی صفوں میں داخل ہونے کا موقع نہ دیں۔ جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنہ کے امیر نے علماء پر زور دیا کہ وہ پارٹی سطح سے بلند ہو کر مجاہدین کے اتحاد اور امن و سلامتی کے لئے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں اور صرف علماء کرام ہی اس آگ کو بجھا سکتے ہیں۔ امارت اسلامی کے تحت صوبہ کنڑ کے حالات پر مکمل اطمینان ظاہر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہم کابل کے حالات کا مطالعہ کر رہے ہیں اگر حالات جلد قابو میں نہ آئے تو ہم صوبہ کنڑ کو امن زون قرار دیں گے اور بغیر کسی تفریق کے کابل کی جنگ سے متاثرہ افراد کی خدمت کریں گے۔ مگر ہمیں یقین ہے کہ حالات اتنے خراب نہیں ہوں گے' افغان احزاب کے رہنما بہت جلد کابل کے حالات پر قابو پا کر مجاہدین کے درمیان وسیع اتحاد پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

افغان مجاہدین باہم متحدہ و متفق ہیں کیونکہ تمام مجاہدین افغانستان میں اسلامی حکومت کا ہی قیام چاہتے ہیں۔

مُسلِم افغانستان کا استحکام اور علماءِ کرام کی ذمہ داری

عبد المبین۔ کرک

اسلامی تاریخ میں افغانستان کے علماءِ کرام کے اس تاریخی کردار کو ہمیشہ زریں حروف سے لکھا جائے گا کہ وہ کمیونسٹ جارحیت کے ٹینکوں کی گڑگڑاہٹ، توپوں اور ہوائی جہازوں کی گن گرج میں افغانستان کے مسلمانوں کو منظم کر کے میدان جہاد میں لائے۔ ایمرجنسی کے حالات میں قرآنی تعلیمات سے ان کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنا کر الحادی نظریہ کو پاش پاش کر دیا۔

افغان علماء نے افغانستان کے اندر الحاد کی طاقت کے خلاف جہاد شروع کیا اور نہتے ہاتھوں عوام کو نہ صرف بیدار کیا بلکہ الحادی طاقت کو للکارا اور مجاہدین کو اتنا حوصلہ دیا کہ وہ خالی ہاتھ ٹینکوں پر چڑھ دوڑتے تھے۔ جہاد کے حوصلوں، بشارت کی تمناؤں اور اسلام کی بالادستی کی آرزو نے بہت جلد ساری دنیا کی انصاف پسند قوتوں کو ان کی طرف متوجہ کر دیا۔

افغان مجاہدین نے اللہ تعالٰی کی تائید و نصرت کے ایسے مظاہرے دیکھے ہیں کہ اگر آج وہ نصرت الٰہی کے ان اشاروں اور نمونوں کا شکریہ ادا نہ کریں اور ان میں اسلام کی سربلندی کے لئے ایمان میں اور زیادتی اور قوت پیدا نہ ہو جائے تو یہ یقیناً زیاں اور خسران کی بات ہو گی۔

مدعا یہ ہے کہ علماء افغان جہاد کی روح رواں رہے ہیں۔ افغانستان کے علماء مختلف افغان احزاب سے وابستہ ہیں اور وہ پارٹی کے مجاہدین میں جہاد کا ولولہ پیدا کرنے کا باعث رہے ہیں۔ گویا ہر پارٹی کو جہاد فی سبیل اللہ کرنے کی توانائی ان علماء ہی سے ملتی رہی ہے۔

آج بین الاقوامی سازشوں کی وجہ سے افغان احزاب میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ سازش کے نتیجے میں پیدا ہونے والے اس اختلاف سے مہاجرین و مجاہدین ذہنی لحاظ سے ایک مایوسی سے دوچار ہیں۔ افغان جہاد کے حامی عناصر حیران و پریشان ہیں۔ افغان جہاد کے مخالف لوگ آپس میں متحد اور افغان مجاہدین کو مطعون کرنے میں بے باک تبصرے کرنے پر اتر آئے ہیں۔ جن سے مہاجرین و مجاہدین میں مزید مایوسی پھیل رہی ہے۔

غیر مسلم ممالک خصوصاً مغرب، امریکہ اور بھارت کسی صورت میں نہیں چاہتے کہ افغانستان میں جہاد کے منطقی اثرات مرتب ہوں اور وہاں اسلامی حکومت مستحکم ہو۔

مسلم افغانستان کے نازک مرحلے میں پھر اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ افغان علماء کرام پارٹی وابستگی سے بالاتر ہو کر آپس میں مل بیٹھیں۔ بین الاقوامی سازشوں کے اثرات کا جائزہ لیں اور افغان عوام کو قرآن و سنت کی روشنی میں نئے لائحہ عمل کی نوید سنائیں۔ علماء افغان علماء استحکامِ افغانستان کے اس مرحلے میں متفقہ موقف اختیار کرنے

چودہ سالہ جہاد کا واضح مقصد صرف افغانستان میں مکمل اسلامی حکومت کا قیام تھا۔

کے لئے سارے احزاب کے سربراہوں سے ملاقات کریں۔ صرف افغانستان کے علماء کرام ہی متفقہ لائحہ عمل سے تمام احزاب کو متفق کر سکتے ہیں۔

اگر آج سارے افغان علماء، پارٹی مفادات سے بالاتر ہو جائیں اور کسی پارٹی کے مفادات کی بجائے صرف اسلام کے تقاضوں کو مدنظر رکھ کر علماء کونسل تشکیل دیں تو صحیح اسلامی رہنمائی پیدا ہونے سے افغانستان کے مسلمانوں کو شاہی دور کی روایات اور رسوم سے نجات مل سکتی ہے۔

مسلمان عوام کبھی بھی علماء کرام کی قیادت اور رہنمائی سے بے نیاز نہیں رہ سکتے۔ آج سارے افغان عوام پھر علماء کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ وہ آگے بڑھ کر اختلاف کے اس بھنور سے افغانستان کے مسلمانوں اور افغان احزاب کو باہر نکالیں۔

علماء سے ہمیں صرف یہی توقع نہیں کہ وہ آگے بڑھ کر قرآن و سنت کی روشنی میں استحکام افغانستان کے بارے میں متفقہ لائحہ تیار کریں اور سارے افغان احزاب کو متفقہ مؤقف اختیار کرنے پر مجبور کریں۔ بلکہ یہ بھی توقع ہے کہ افغان علماء استحکام افغانستان کے بعد اسلامی حکومت کے قیام کے سلسلے میں اپنی آواز کے ساتھ عالم اسلام کے تمام علماء کرام کی آواز بھی شامل کرلیں گے اور عالم اسلام کے ممالک کے تمام سربراہوں پر یہ واضح کردیں گے کہ افغانستان میں خالص اسلامی حکومت کے قیام کو یقینی بنانا انکا دینی فریضہ ہے۔ اس سلسلے میں ہر سازش کو ناکام بنانے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے۔ افغانستان میں مستحکم اور مضبوط اسلامی حکومت کے قیام سے عالم اسلام میں ایک نئی جان، ایک نیا ولولہ اور ایک تازہ روح پیدا ہو جائے گی۔

افغان علماء یہ بات بھی پیش نظر رکھیں کہ اگر افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کو متنازعہ بنایا گیا یا افغان جہاد کے اثرات کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی تو افغانستان مسلسل مصائب اور خطرات کا شکار ہو جائے گا۔ کیونکہ افغانستان کے مسلمانوں کو صرف مکمل اسلامی حکومت ہی مطمئن کر سکتی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ صرف اسلامی حکومت ہی ان کے چودہ سالہ جہاد، پندرہ لاکھ شہداء اور آگ اور خون کے اس طویل اور صبر آزما جدوجہد کا نعم البدل ہو سکتی ہے۔

علماء کرام سے ہم یہ توقع بھی رکھتے ہیں کہ افغانستان میں عبوری حکومت بنے یا مستقل، دونوں صورتوں میں علماء کرام کی نگران کونسل ہی صحیح اسلامی اصولوں کے مطابق اس کی نگرانی کر سکے گی اور یہ فیصلہ بھی کہ عبوری یا مستقل ڈھانچہ کہاں تک اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ ہے۔ اسلامی ممالک کی آزادی کی تاریخ شاہد ہے کہ ہر اسلامی ملک نے اسلام کے نام پر آزادی حاصل کی مگر بعد میں علماء کی نگرانی اور کوئی کردار نہ ہونے کی وجہ سے اقتدار پر قابض لوگوں نے اپنی مغرب زدگی کی وجہ سے، غیروں سے زیادہ اپنے اسلامی ملک میں اسلامی تشخص کو زیادہ نقصان پہنچایا۔ کسی بھی اسلامی ملک کے اسلامی تشخص کو بحال اور برقرار رکھنے کا فریضہ صرف علماء کرام ہی انجام دے سکتے ہیں۔ ہم افغان علماء سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ آگے بڑھ کر اس مرحلے پر پر فیصلہ کن کردار ادا کریں۔

اس طرح توقع کی جا سکتی ہے کہ علماء کرام کی قیادت سے افغان عوام مستقبل کی اسلامی حکومت سے فیض یاب ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اگر علماء نے ذرا بھی پارٹی مفادات کی تحت توقف سے کام لیا یا بے دلی کا مظاہرہ کیا۔ تو افغان ملت بے نور ہو جائے گی۔ علماء کی قیادت ایک نور ہے اور اسی نور کو افغان احزاب بھی ترستے ہیں اور افغانستان کے مسلمان بھی۔

غیور مجاہدو! آپ نے جہاد فی سبیل اللہ سے ہی روس جیسی سپرپاور کو تحلیل کر کے کفر پر دھاک بٹھائی ہے۔

MONTHLY DAWAT URDU

ماہنامہ

مجلۃ توحید و حکمت

دعوت

اپریل ۹۲

مئی

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا

اور مضبوطی سے پکڑو اللہ کی رسی کو اکھٹے

اور تم ٹکڑے ٹکڑے مت ہو جاؤ

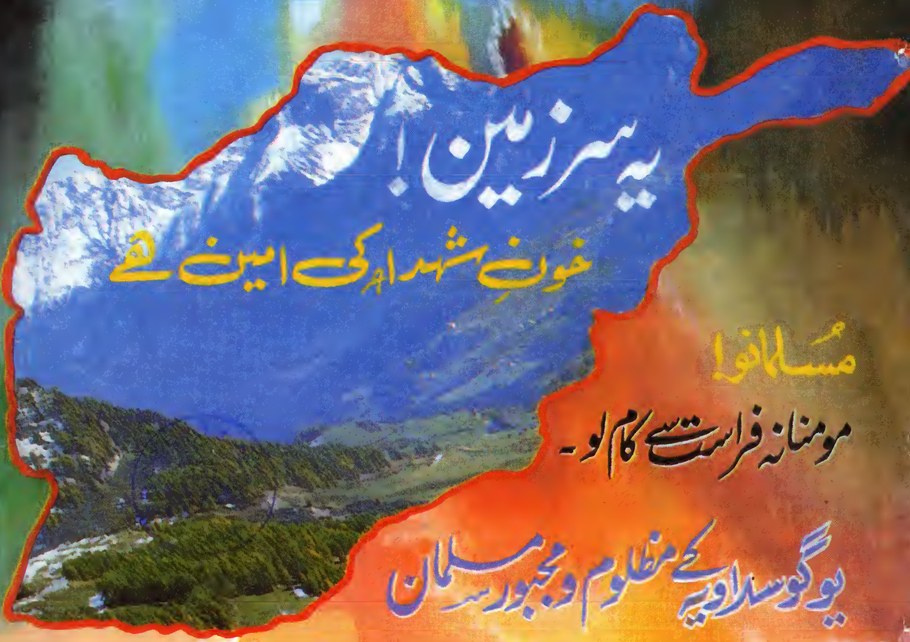

مُسلمانو!
مومنانہ فراست سے کام لو۔

یوگوسلاویہ کے مظلوم و مجبور مسلمان

انتقالِ اقتدار اور جماعت الدعوۃ الی القرآن و السنہ کا موقف

جماعت کے سیاسی مشیر کا اظہارِ خیال

مُسلم اَفغانستان کا اِستحکام اور عُلماء کی ذِمّہ داری

درسِ قرآن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۚ
وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۚ وَاقْصِدْ
فِىْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ
الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۚ (سورۃ لقمٰن پ ۲۱ آیت ۱۷ تا ۱۹)

ترجمہ: اے میرے (پیارے) بیٹے نماز (وقت پر با جماعت) قائم کر اور اچھائی کا حکم کرتا رہ اور بُرائی سے روکتا رہ، اور (اس عظیم کوشش کے نتیجے میں) تجھے جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کر۔ تحقیق یہ مکارمِ اخلاق میں سے ہے۔ اور لوگوں سے (تکبّر و غرور کرتے ہوئے) اپنا منہ نہ پھیر، اور زمین میں اکڑتے ہوئے نہ چل، یقیناً اللہ تعالیٰ کسی تکبّر کرنے والے شیخی خورے سے محبّت نہیں فرماتے۔ اور چلنے میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز کو آہستہ کر (یعنی شرفاء کی طرح دھیمے لہجے میں بات کر) بلاشبہ گدھوں کی آواز (تمام) آوازوں سے بُری ہے (کیونکہ وہ بہت اونچی اور غیر شائستہ ہوتی ہے)